تنظیم اسلامی کا ترجمان

34

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3 تا 9 محرم الحرام 1441ھ / 3 تا 9 ستمبر 2019ء

اسلامی دعوت

اسلامی دعوت کا میدان کار بہت وسیع ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے جس میں تعلیم وتربیت، قانون سازی وعدل گستری، پولیس اور فوج، داخلہ وخارجہ پالیسی سبھی شامل ہیں۔ ہر اس تہذیبی سرگرمی کی حفاظت جس کے ذریعے اسلامی انقلاب کی گاڑی حرکت کرسکے، اسلام اور دعوت کے دائرے میں شامل ہے۔

جب کمیونزم اپنی سرزمین میں ہر چیز پر اپنی سرخ چھاپ لگانا ضروری سمجھتا ہے تو اسلام جو ازلی وابدی دین ہے، اس سے یہ توقع کیسے رکھی جاتی ہے کہ وہ سوسائٹی کے ایک تنگ یا وسیع شعبہ پر اپنی چھاپ ڈال کر خاموش ہو جائے گا؟ وہ تو ہر چیز کو اپنے قالب میں ڈھالنا چاہتا ہے، تاکہ اسے اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جاسکے اور اس پر خالص اللہ کا رنگ چڑھایا جاسکے۔

اسلامی ریاست اپنے اندرونی وبیرونی تمام معاملات ووسائل میں اپنے مذہب کی آئینہ دار ہوتی ہے، اسی کے لیے سرگرم عمل ہوتی ہے، اسی کا پرچم لہراتی اور اسی کی خاطر دوستی اور دشمنی کرتی ہے۔ ریاست میں ہونے والی ہر کوشش ایک متعین اسلامی عمل کے ماتحت انجام پاتی ہے۔ اور ان تمام اعمال اور کوششوں کو شامل کرکے ہی ایمان کے شعبوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

دعوتِ اسلامی
محمد الغزالی

اس شمارے میں

......لا الٰہ الا اللہ کا رشتہ

حقیقت ایمان اور ایمان کا حصول

مسئلہ کشمیر پر اُمت کی خاموشی؟

کارواں گم کردہ منزل

دعوت دین: ایک جُہد مسلسل

یہ عذاب یہ مصائب!

قربانی کے جانوروں کے فوائد

سُورۃُ الحَجّ ﴿ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴾ آیات: 33، 34

لَکُمۡ فِیۡہَا مَنَافِعُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّہَاۤ اِلَی الۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴿۳۳﴾ وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ؕ فَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ ﴿۳۴﴾

آیت ۳۳ ﴿لَکُمۡ فِیۡہَا مَنَافِعُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ ''تمہارے لیے ان (قربانی کے جانوروں) میں نفع ہے ایک وقتِ معیّن تک''

یعنی قربانی کے جانوروں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ مثلاً ان پر سواری کی جا سکتی ہے‘ ان کی اون وغیرہ کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے‘ دودھ پیا جاسکتا ہے اور اس طرح کے دوسرے فوائد بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

﴿ثُمَّ مَحِلُّہَاۤ اِلَی الۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴿۳۳﴾﴾ ''پھر ان کی اصل منزل یہ قدیم گھر ہی ہے۔''

یعنی پھر قربانی کے دن ان جانوروں کو لے جا کر بیت اللہ میں پیش کرنا ہے۔ اصل ''مَنۡحَر'' (قربان گاہ) تو بیت اللہ ہی ہے‘ مگر اسے منیٰ تک وسعت دے دی گئی ہے۔ پرانے زمانے میں قربان گاہ مروہ کی پہاڑی کے پاس ہوا کرتی تھی اور منیٰ کے جس علاقے میں آج کل قربانی کی جاتی ہے وہ بھی دراصل اسی وادی میں شامل ہے جو مروہ سے شروع ہوتی ہے۔

آیت ۳۴ ﴿وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ؕ﴾ ''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک نظام مقرر کیا ہے تاکہ وہ اللہ کا نام لیا کریں ان مویشیوں پر جو اُس نے انہیں عطا کیے ہیں۔''

﴿فَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ﴾ ''تو (جان لو کہ) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے‘ تو تم اُسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو۔''

اس کے ہر حکم کو تسلیم کرو اور اس کی مکمل اطاعت قبول کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایک طرف تو قربانی دی جا رہی ہو اور دوسری طرف حرام خوری بھی جاری ہو۔ حرام کے مال سے ہی قربانی کے جانور خریدے جائیں اور پھر فوٹو بنوا کر اخباروں میں خبریں لگوائی جائیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ اس کو معبود ماننا ہے تو پھر اس کی مکمل اطاعت قبول کرو اور اُس کی حرام کردہ چیزوں میں منہ نہ مارو۔

﴿وَ بَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ ﴿۳۴﴾﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) بشارت دے دیجیے عاجزی اختیار کرنے والوں کو۔''

''اخبات'' کے معنی اپنے آپ کو پست کرنے اور تواضع وانکساری اختیار کرنے کے ہیں۔

فرمان نبویؐ

دل کی سختی کا علاج

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا شَکٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَسۡوَۃَ قَلۡبِہٖ قَالَ: ((اِمۡسَحۡ رَاۡسَ الۡیَتِیۡمِ وَاَطۡعِمِ الۡمِسۡکِیۡنَ)) (رواہ احمد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے (اس سختی سے نجات حاصل کرنے کے لیے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''یتیموں کے سروں پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو۔''

تشریح: قلب انسانی کی بھی عجب کیفیت ہے، اگر یہ نرم ہوتا ہے تو اس سے احسان و مروت، عفو و درگزر، حلم و بردباری اور دیانت و امانت داری کے پھول کھلتے ہیں۔ اگر اس میں سختی آ جائے تو اس سے بے حسی پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان دوسروں کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتا۔ گویا ایک نوع کی مفاد پرستی اور خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا دل کی سختی کا سادہ علاج یہ ہے کہ یتیم کے سر پر دست شفقت رکھے تو دل میں رحم کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے سے ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ دو کام دل کی سختی سے نجات کے لیے مفید ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

3 تا 9 محرم 1441ھ — جلد 28
3 تا 9 ستمبر 2019ء — شمارہ 34

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دار الاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ کا رشتہ......

مقبوضہ کشمیر کو ایک بڑی جیل میں تبدیل ہوئے ایک ماہ ہونے کو ہے۔ کرفیو زدہ عوام پر فاقوں کی نوبت آ چکی ہے۔ بچوں کے لیے دودھ اور دوا نہیں ہے۔ کاروبار بالفعل بند ہو چکے ہیں۔ جمعہ کے روز یا کسی بھی کرفیو میں وقفہ کے دوران مظاہرے ہوتے ہیں۔ فوج اور پولیس وحشیانہ انداز میں مظاہرین پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ بھارت کا وزیراعظم مودی اور آر ایس ایس کے غنڈے یہ سمجھتے ہیں کہ ظلم و تشدد سے اور کرفیو کی سختیوں سے عوام خوفزدہ ہو کر بالآخر آزادی کی جدوجہد ترک کر دیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، یہ جذباتی بات نہیں، یہ منطقی ہی نہیں فطری بات بھی ہے۔ یقیناً انسان ظلم اور تشدد سے خوفزدہ ہوتا ہے لیکن یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ جب ظلم اور تشدد اپنی حدود کراس کر لیتا ہے تو انسان اُس کے ساتھ جینا سیکھ لیتا ہے اور اُس کے اندر سے موت کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔

حقیقت میں آزادی کا یہ جذبہ ایک ایسا جذبہ ہے کہ انسان سر ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھتا ہے۔ پھر یہ کہ اِس آزادی کو اگر مذہب کا انجکشن لگ جائے تو موت کو گلے لگانا خواہش بن جاتی ہے۔ گویا شہادت مطلوب و مقصود بن جاتی ہے۔ افغان طالبان کی مثال سامنے ہے۔ ایک نیوز چینل کا اینکر ایک امریکی سے انٹرویو کے دوران پوچھتا ہے کہ امریکہ ایک عظیم قوت ہے لیکن وہ طالبان سے شکست کیوں کھا رہا ہے تو امریکی کا جواب تھا: "They want to die and we want to live" یہ ہے کامیابی کا اصل راز کشمیری بھی اب اُس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ موت یا آزادی؟ لہٰذا کشمیری اگرچہ تکلیف میں ہیں، بدترین تشدد کا شکار ہو رہے ہیں لیکن آزادی کا جذبہ اس تشدد سے مزید بڑھتا جا رہا ہے۔ البتہ دشمن کے عزائم بھی واضح ہیں اُس کا ظلم اُسے درندگی کی بھی بدترین سطح پر لا چکا ہے۔ یہ اسفل سافلین کا لشکر ہے جو انسانیت پر بدنما داغ ہے۔ اِن کے شیطانی کارناموں سے بالآخر یورپ اور امریکہ کا میڈیا بھی چیخ اُٹھا ہے۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کو بھی اپنی خاموشی توڑنی پڑی ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں کی انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں مغرب کا نمک حلال کر رہی ہیں۔ اُنھیں صرف چیخنا ہوتا ہے جب اندرونِ سندھ کوئی ہندو لڑکی مسلمان ہو کر شادی کرتی ہے یا کسی شاتم رسول کو سزا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کے غم میں بھی گھلتی رہتی ہیں۔

اُدھر عالم اسلام کو چپ لگی ہے۔ وہ حساب کتاب میں مصروف ہے۔ عرب امارات کی 60 ارب ڈالر کی بھارت سے تجارت ہے جو مزید بڑھ کر اگلے سال 100 ارب ڈالر ہو جائے گی۔ سعودی عرب بھارت میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ اُن کی آنکھوں پر تو ڈالر پڑے ہیں لہٰذا اُنھیں مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگے ہوئے مودی کے ہاتھ دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستانیوں کو بھی امت مسلمہ کی یاد صرف اُس وقت ستاتی ہے جب وہ دیوالیہ ہو رہا ہوتا ہے وگرنہ ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی پتھر ”سب سے پہلے پاکستان“ ہے۔ بہرحال یہ مقبوضہ کشمیر کی صورتِ حال کا

سیاپا ہے جو ہم کئی ہفتوں سے پیٹ رہے ہیں، نوحے پڑھے اور لکھے جا رہے ہیں، جبکہ کرنے کے بہت سے کام ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سفارتی سطح پر حکومت پاکستان بہت شور وغوغا کر رہی ہے جس کے بہرحال کچھ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ کشمیر دنیا بھر میں ہاٹ موضوع بن گیا اور عالمی سطح پر اِس کی گونج سنی جا رہی ہے۔

آگے بڑھنے اور حکومت کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے پہلے کہ مزید کرنے کے اور کام کیا ہیں ہم حکومت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جو ایک بڑے نیوز چینل کے بڑے اینکر صاحب نے اسرائیل سے تعلقات کا شوشہ چھوڑا ہے اور بنیاد یہ بتائی ہے کہ جب عرب کشمیر کے مسئلہ پر ہمارے موقف کی حمایت نہیں کرتے تو ہم اسرائیل سے کیوں بگاڑ پیدا کریں۔ ہماری رائے میں وہ نادان دوست ہیں۔ اُنھیں کس نے بتایا ہے کہ اسرائیل سے ہماری دشمنی عربوں کی وجہ سے ہے؟ یقیناً جس زمانے میں عرب اسرائیل چپقلش تھی، اسرائیل سے ہماری کشیدگی کی ایک وجہ یہ بھی تھی لیکن اصلاً اسرائیل کو تو ہمیں اس لیے دشمن سمجھنا چاہیے کہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت ہمیں مطلع کرتا ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں متنبہ کرتا ہے:

(ترجمہ) ''(اے پیغمبر ﷺ!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر اُن لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔''

[سورۃ المائدہ:82]

گویا یہودیوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کا مسلمانوں کا بدترین دشمن ہونے کا بھی ہمیں قرآن پاک سے معلوم ہوا، اس لیے کہ آج کی دنیا میں ہندو ہی ایسے کھلے مشرک ہیں جو بتوں کو سامنے رکھ کر پوجتے ہیں جبکہ باقی سب شرک بالواسطہ ہے۔

بہرحال حکومت کو کشمیر کے حوالے سے اپنے کام مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً بھارت سے سفارتی تعلقات کو کم تر سطح پر لایا گیا ہے، ان تعلقات کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ فضائی راستوں کی مکمل بندش کی جائے۔ بھارت افغانستان ٹریڈ کے لیے دی گئی تمام سہولیات کو ختم کر دے یعنی براستہ پاکستان، افغانستان بھارت تجارت مکمل طور پر بند کر دی جائے۔ کشمیر میں بھارتی فوج جو ظلم وستم ڈھا رہی ہے، لوگوں کو گولیاں ماری جا رہی ہیں اور اُنھیں پیلٹ گن سے اندھا کیا جا رہا ہے۔ اِس بنیاد پر بھارت کو دہشت گرد ریاست قرار دینے کی زبردست مہم چلائی جائے۔ بی جے پی اور آر ایس ایس کے کارکن میڈیا پر جو دہشت گردی بڑھانے کے اشتعال انگیز بیانات دے رہے ہیں اُن کے کلپس دنیا بھر میں بھجوائے جائیں۔ LOC پر بھارت کو فوری اور ہلاکت خیز جواب دینے میں معمولی سی بھی تاخیر نہ کی جائے۔ پاکستان کے تمام شہریوں پر فوجی تربیت لازم قرار دی جائے۔ یہ اقدامات بہت ضروری اور فائدہ مند ہیں یہ سب دنیوی سطح پر کرنے کے کام ہیں اور عارضی اور ہنگامی طور پر سودمند ثابت ہوں گے۔

ہمارے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کے اِس نعرے کی طرف توجہ دیں جو وہاں صبح وشام گونجتا رہتا ہے ''پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ یہ ہے وہ رشتہ، یہ ہے وہ اصل بندھن، جس سے کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ حقیقت میں عملی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن یہ رشتہ تبھی طے ہوگا اور یہ بندھن تب ہی بندھے گا جب پاکستان جو ایک آزاد ملک ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے نعرے پر ہی حاصل کیا گیا تھا، وہاں لا الٰہ الا اللہ عملی طور پر نافذ ہوگا۔ یقین کیجیے اگر پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو کشمیر کی تحریک آزادی ایسی قوت پکڑے گی کہ بھارت اگر اپنی تمام فوج ملک کی سرحدوں سے نکال کر کشمیر میں جمع کر دے تب بھی کشمیریوں کی آزادی میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکے گا۔

صرف اس بات سے اندازہ کیجیے کہ آج جبکہ پاکستان مالی لحاظ سے دیوالیہ ہوا چاہتا ہے، سیاسی لحاظ سے ابتری کا شکار ہے۔ صوبائی تعصبات بھی سر اُٹھائے ہوئے ہیں اور درجنوں دوسرے مسائل کا شکار ہے۔ اس کے باوجود اگر کشمیری اپنا رشتہ پاکستان سے جوڑ رہے ہیں اور اپنا خون بے دریغ بہا رہے ہیں تو کل اگر پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بن جائے، پھر یہاں میرٹ ہو، انصاف ہو، مساوات ہو، طبقاتی اور صوبائی فرق مٹ جائیں۔ فرد، معاشرہ اور یہاں تک کہ حکومت اور ریاست سب حقیقی معنوں میں اللہ کی بندگی اختیار کر لیں اور اللہ کے نبی محمد ﷺ کا اتباع سرکاری اور عوامی سطح پر صاف نظر آنے لگے تو پھر کشمیر کو پاکستان بن جانے سے کون روک سکے گا؟ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ہم پاکستانی عوام اور حکومت دونوں کشمیریوں کی غلامی میں حصہ ڈالے ہوئے ہیں۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم پاکستان کو کب اسلامی فلاحی ریاست بناتے ہیں۔ یقین رکھیے، کشمیر کو آزاد ہوتے کوئی وقت نہیں لگے گا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆

حقیقت ایمان اور ایمان کا حصول

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع کے 23 اگست 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کی دعوت فکر اسلامی مہم کے سلسلے میں آج ان شاء اللہ ہمارا موضوع ہوگا ’’حقیقت ایمان اور ایمان کا حصول‘‘۔ ایمان کا لغوی معنی ہے امن دینا، اعتماد کرنا اور کسی کو سچا سمجھ کر اس کی بات پر یقین کرنا۔ جبکہ ایمان کا اصطلاحی و شرعی معنی اللہ کے پیغمبر ﷺ پر اعتماد کرتے ہوئے، ان کی لائی ہوئی ہر بات کو اس دعوے کے ساتھ تسلیم کرنا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ہماری عقائد کی کتابوں میں ایمان کی جو تعریف آئی ہے وہ کچھ یوں ہے:

الایمان تصدیق بما جا...... ﷺ

اس میں عقائد، اخلاق، احکام، اوامر ونواہی سب شامل ہیں۔ یعنی نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے ہوئے آپ ﷺ کی شخصیت میں زندگی گزارنے کا جو مکمل اُسوہ ہے اس کی پیروی کرنے کا نام ایمان ہے۔

ایمانیات کی فہرست میں سب سے بنیادی ایمان باللہ ہے۔ لیکن عملی ترتیب کے لحاظ سے سب سے پہلے ایمان بالرسالت ہے۔ یعنی کوئی شخص جتنا مرضی اللہ کو مانتا ہو اور آخرت کو مانتا ہو لیکن جب تک وہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتا اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہر بات کو حرف آخر نہیں سمجھتا اس وقت تک وہ مومن قرار نہیں پا سکتا۔ یعنی مسلمان ہونے کی شرطِ لازم نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول ﷺ ماننا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اسلام کیا ہے تو ہم میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ اسلام اللہ پر ایمان لانا ہے۔ حالانکہ اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سکھ بھی رب کو مانتے ہیں، یہودی بھی مانتے ہیں، عیسائی بھی مانتے ہیں۔ خاص طور پر اگر آپ جیوش ویب سائٹ کو کھولیں اور جیوش ڈاکٹرائن کا مطالعہ کریں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ جیسے آپ ایمان مفصل پڑھ رہے ہوں۔ کیونکہ وہ اللہ کو، فرشتوں کو، نبیوں کو، کتابوں کو اور بعث بعد الموت کو مانتے ہیں۔ جنت اور دوزخ کا بھی ان میں وہی تصور ہے جو ہمارا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تقدیر کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن کیا اس سب کے باوجود وہ مسلمان یا مومن کہلائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اصل میں ایمان نام ہے حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کا۔

ہمارے کلمہ کے دو جزو ہیں: لاالٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ۔ لیکن زمانے کی عیاری اور ہماری سادگی دیکھئے کہ کتنی صفائی سے نبی اکرم ﷺ کو ہمارے عقیدے سے باہر نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس میں اوروں کا بھی دخل ہوگا لیکن خود ہماری سادگی بھی بہرحال اس میں

مرتب: ابوابراھیم

شامل ہے کہ ہم نے بس یہی سمجھا کہ اسلام دین توحید ہے اور کلمہ کے ایک جز کو بڑے آرام سے الگ کر دیا گیا اور یہ کام پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ برصغیر میں جب ہمایوں کا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بنا تو اس نے طویل عرصہ تک پورے ہندوستان پر حکومت کی۔ لیکن اس کے اکثر وزیر ومشیر ہندو تھے۔ چونکہ وہ نوجوانی میں بادشاہ بن گیا تھا تو اس کے مشیروں نے اس کو مشورہ دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ کی رعایا کی اکثریت ہندو ہے اور آپ مسلمان ہیں‘ یہ بات آپ کی بادشاہت کے لیے خطرے کی علامت بن سکتی ہے۔ اس نے پوچھا پھر کیا کیا جائے۔ مشیروں نے بتایا کہ آپ اسلام کا ایسا ورژن یہاں نافذ کریں جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔ چنانچہ دین کا جو ورژن بنایا گیا وہ رسول اللہ ﷺ کے بغیر تھا اور اس کا نام دین الٰہی رکھا گیا۔ یعنی میرے خدا کا دین۔ اب ہندو، عیسائی، مسلمان، سکھ وغیرہ سب نے یہی سمجھا کہ یہ ہمارا دین ہے۔ اس میں عیاری دوسروں کی بھی تھی لیکن سادگی اپنی بھی تھی۔ جیسا کہ اقبال نے اتاترک کے بارے میں کہا تھا کہ ؎

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

دین الٰہی میں بھی اصل شرارت یہ تھی کہ مسلمانوں کے دین سے نبی اکرم ﷺ کو نکال باہر کر دیا جائے۔ یعنی بس اللہ تعالیٰ اور اخلاقی تعلیمات کو پروموٹ کیا جائے۔ آج بھی سارے سیکولر لوگ یہی کام کر رہے ہیں کہ بس ایمان باللہ کو اور اخلاقی تعلیمات کو پروموٹ کرو تاکہ سادہ لوح مسلمان خوش ہو جائیں کہ یہ واقعی دین دار آدمی ہے اور نبی اکرم ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کی سنت کی اصل چیزوں سے لاتعلقی کا اظہار ہو جائے۔

چنانچہ دین الٰہی کا مقابلہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے کیا اور جو خطوط انہوں نے اکبر کے بیٹے جہانگیر اور اس کے وزراء اور درباریوں کے نام لکھے اگر آپ ان خطوط کو پڑھیں تو ان میں سب سے زیادہ زور ایمان بالرسالت پر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسلام کی اصل شناخت کو اُجاگر کیا کہ اسلام کی شناخت رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ ورنہ صرف اللہ کو ماننے والے تو دنیا میں بے شمار ہیں اور ہمیشہ سے رہے ہیں۔

ایمان بالرسالت کی اہمیت:

اگر آپ تاریخ انبیاء کا جائزہ لیں تو اللہ تعالیٰ کے باغی، اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے والے ہر دور میں رہے ہیں۔ لیکن ان پر اللہ کا عذاب کبھی نہیں آیا جب تک کسی قوم نے رسول کا انکار نہیں کیا۔ لہٰذا ایمانیات میں اہم ترین اور اصل ایمان‘ ایمان بالرسالت ہے۔

اسی طرح ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ شاید مکہ والے اللہ کو نہیں مانتے تھے اس لیے ان کو کافر کہا گیا۔ حالانکہ وہ تو اللہ کو جانتے اور مانتے تھے۔ قرآن مجید گواہ ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور کس نے مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!'' (العنکبوت:61)

پھر سورۃ یونس میں تو یہاں تک فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ﴾ ''(اے نبی ﷺ! ان سے) پوچھئے کہ کون ہے جو تمہیں رزق پہنچاتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں؟ اور کون ہے جو نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اور مُردہ کو زندہ سے‘ اور کون ہے تدبیر اَمر کرنے والا؟ تو وہ کہیں گے اللہ!'' (یونس:31)

یعنی یہ سب وہ مانتے تھے‘ پھر کافر کس بات کے تھے؟ وہ آپ ﷺ کو صادق اور امین بھی کہتے تھے اور کبھی جھگڑا ہو جاتا تو آپ ﷺ کو منصف بھی بناتے تھے۔ جیسا کہ حجر اسود کے معاملے میں انہوں نے آپ ﷺ کو منصف بنایا تھا۔ لیکن جب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے سے انکار کیا تو وہ کافر کہلائے۔ گویا آپ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننا ہی اصل میں اسلام ہے۔ جبکہ اسی چیز پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش ہر دور میں ہوئی ہے۔ مسلمان بے چارہ دھوکہ میں آجاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اصل ایمان تو اللہ پر ایمان ہے اور ہم چونکہ اللہ کو توحید کے ساتھ مانتے ہیں، ہم اسی پر توکل کرتے ہیں، غیر اللہ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے تو ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے اس وقت تک ہم مومن نہیں ہیں۔ گویا اللہ کا، آخرت کا، فرشتوں کا، رسولوں کا جو تعارف اللہ کے رسول ﷺ نے کروایا ہے اس کے مطابق ان کو ماننا اسلام ہے۔ اسی طرح کتابوں، بعث بعد الموت، جنت ودوزخ وغیرہ سارے تعارف رسالت کے اس فریم کے اندر ہوں تو وہ صحیح ہیں ورنہ اگر اس فریم سے نکل جائیں تو پھر وہ اسلام نہیں رہے گا۔

ایمان کا حصول

حصولِ ایمان کا ایک ذریعہ تخلیق کائنات میں غور و فکر کرنا ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ١٩٠﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے الٹ پھیر میں‘ ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔'' (آل عمران:190)

یعنی عقل والے لوگ جن کے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہو گی ان کو خالق کائنات کی نشانیاں اس کی تخلیق میں نظر آجائیں گی۔ قرآن مجید ہمارے سامنے یہ بات بڑے وثوق سے رکھتا ہے کہ ہمارے اس جسمانی وجود کے بننے سے بہت پہلے جب ہماری روحیں وجود میں آچکی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک اسمبلی کال کی تھی۔ فرمایا:

''اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو‘ اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر‘ (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔'' (الاعراف:172)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم سب نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پہچانا ہوا ہے کہ وہ ہمارا رب ہے اور یہ بھی محسوس کیا کہ اس میں کوئی خامی، نقص اور کمی نہیں ہے۔ ہر اعتبار سے پرفیکٹ ہے اور تمام خوبیوں والا ہے۔ اس کا ایک اثر تو یہ ہوا کہ جب ہم اس دنیا میں آئے تو ہم اپنا آئیڈیل ڈھونڈ رہے ہیں۔ گویا میں نے آئیڈیل دیکھا ہے تبھی تو ڈھونڈ رہا ہوں‘ صرف اس کا نام بھول گیا ہے۔

سورۃ الواقعہ میں چار نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

''کیا تم نے کبھی غور کیا اس پر جو (منی) تم ٹپکا دیتے ہو؟ کیا اس کی تخلیق تم کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں؟'' (آیت:59،58)

دہریہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ حادثاتی طور پر ہو رہا ہے۔ لیکن یہ کیسا حادثہ ہے کہ اولاد میری ضرورت ہے لیکن میں اکیلا اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے میری بیوی بنائی ہے۔ مجھے تو پتا بھی نہیں کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا

پریس ریلیز 30 اگست 2019ء

حکومت پاکستان کے ہر شہری کے لیے فوجی تربیت کو لازم قرار دے

بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات مکمل طور پر ختم کر دیے جائیں

حافظ عاکف سعید

یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم حکومتِ پاکستان کے اس اعلان کی تائید کرتے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ظلم وستم کے خلاف پاکستان کے ہر طبقے کو اپنی سطح پر یکجہتی کا اظہار کرنا ہوگا۔ حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ وہ مزید ایسے عملی اقدامات کرے جن سے نہ صرف کرفیو میں محبوس کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار ہوتا نظر آئے بلکہ بھارت کو سفارتی اور تجارتی دباؤ میں لا کر کشمیریوں کو ان کے جائز حقوق دلوانے پر مجبور کیا جائے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی فضائی حدود سے ہر قسم کے بھارتی طیارے گزرنے پر مکمل پابندی کے علاوہ پاکستان کے راستے دیگر ممالک میں جانے والی بھارتی ٹرانزٹ تجارت بھی مکمل طور پر بند کی جائے۔ مزید براں بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات بھی مکمل طور پر ختم کر دیے جائیں۔ انھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے دفاع اور سلامتی سمیت مقبوضہ کشمیر کے مجبور مسلمانوں کی آزادی کی خاطر پاکستان کو امامت کا علم اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔ جس کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے جو دیگر مسلمان ممالک کے لیے بھی روشنی کا مینارہ بن سکے۔ اللہ کی تائید اور نصرت تبھی حاصل ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

systems نصب کیے ہیں، کون کون سے ہارمونز اس کے اندر بنائے ہیں۔ اس کی کیا کیمسٹری اور اناٹومی بنائی ہے۔ تو کیا یہ حادثہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ماننا پڑے گا کہ کوئی ہے میرا مہربان جس نے میرے لیے یہ خاص اہتمام کیا ہے۔ یہ ایمان افروز فکر ہے۔ آگے فرمایا:

''کیا تم نے کبھی غور کیا کہ یہ بیج جو تم بوتے ہو؟ کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں؟'' (واقعہ: 63،64)

ظاہر ہے ہمیں پتا بھی نہیں ہوتا کہ وہ بیج پھٹتا ہے، پھٹ کر اس میں سے ایک پودا نکلتا ہے، اس کی جڑیں نیچے کی طرف جاتی ہیں، اس کا تنا اوپر کی طرف بڑھتا ہے، پھر اس پر پھلیاں لگتی ہیں، دانے بنتے ہیں، ایک پھلی پر سات سو سے زیادہ دانے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک گٹھلی لگاتے ہیں تو اس سے ہزار کینو لگ جاتے ہیں۔ اب یہ محض حادثہ تو نہیں سکتا کہ کھانے پینے کی چیز ہماری ہے اور ہمیں پتا بھی نہیں ہے کہ کس طرح پیدا ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی ہے جو ہماری یہ سب ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔ تیسری مثال یہ بیان کی کہ:

''کبھی تم نے غور کیا کہ وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا بادلوں سے تم نے اسے برسایا ہے یا ہم ہیں برسانے والے؟'' (واقعہ: 68،69)

جوں جوں ہمارا علم آگے بڑھ رہا ہے حیران کن معلومات ہمیں ملتی ہیں کہ ہم جو پانی پیتے ہیں اور یہ بارش جو ہم پر برستی ہے، اس کے بخارات بنگلہ دیش کے جنوب میں واقع سمندر سے اُٹھتے ہیں اور کوہ ہمالیہ سے ٹکرا کر پھر وہ بادل بن کر پورے برصغیر میں پھیلتے ہیں اور بارش برساتے ہیں۔ یقیناً یہ کوئی حادثہ نہیں ہے بلکہ اس خطے میں ہر طرح کی زندگی کے لیے میرا رب یہ سب بندوبست کر رہا ہے۔ اس کے بعد چوتھی مثال یہ بیان ہوئی کہ:

''کبھی تم نے سوچا کہ وہ آگ جو تم جلاتے ہو؟ کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے' یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟'' (واقعہ: 71،72)

آگ پہلے درختوں سے ہی جلائی جاتی تھی اور ان درختوں کے پیدا کرنے کا بندوبست بھی ہمارے بس میں نہ تھا حالانکہ یہ بھی ہماری اہم ضرورت تھی جس سے ہمارے کھانے پکانے کا سسٹم چلتا تھا۔ آج گیس، پٹرول، ڈیزل بھی ہماری ضرورت ہے بلکہ آج پورے نظام زندگی کا پہیہ انہی پر چل رہا ہے تو اس کا انتظام بھی ہمارے لیے رب نے ہی کر رکھا ہے۔

اسی طرح سورۃ النحل کے اندر کچھ نشانیاں بیان ہوئی ہیں جن میں سے ایک شہد ہے جو ہماری ضرورت ہے لیکن ہمیں معلوم بھی نہیں کہ شہد کی مکھی وہ کیسے بناتی ہے۔

اسی طرح دودھ بھی ایک نشانی ہے۔ فرمایا:

''اور یقیناً تمہارے لیے چوپایوں میں بھی عبرت ہے۔ ہم پلاتے ہیں تمہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹوں میں ہوتا ہے' گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ' پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار۔'' (النحل: 66)

اگر کوئی چاہے کہ میں جلدی سے گائے، بھینس یا بکری کے تھنوں میں جو دودھ سٹور ہوا ہے وہ نکال لوں اور وہ چھری لے کر کٹ لگائے تو اس میں سے دودھ نہیں خون نکلے گا۔ وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے نیچے تک چلا جائے تو گوبر تک پہنچ جائے گا لیکن اس کو دودھ کا سٹوریج نہیں ملے گا۔ جبکہ حقیقت میں دودھ خون میں سے ہی نکل رہا ہے اور خون بھی کیا چیز بنائی ہے اللہ تعالیٰ نے۔ آپ اس کو کوئی ایک نام نہیں دے سکتے۔ یعنی وہ جسم کے ہر ہر خلیہ تک آکسیجن بھی پہنچانے والا ہے اور ہر سیل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ واپس لانے والا بھی ہے۔ یہ جسم کے تمام غدودوں کا رامیٹریل بھی ہے، تھوک بھی خون میں سے بنتی ہے، آنسو بھی خون میں سے بنتے ہیں، ہمارے معدے کی رطوبتیں بھی خون میں سے نکلتی ہیں، پیشاب بھی خون میں سے بنتا ہے اور سارے انڈوکرائنز بھی خون میں سے کشید ہو کر آتے ہیں۔ کیا یہ سب محض حادثہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ کوئی ہے جو یہ سارا نظام پیدا کرنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ محض خالق ہی نہیں بلکہ سب کا رب بھی ہے۔ قرآن نے اللہ کا یہ تعارف کروایا ہے:

﴿فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝﴾ (یونس: 32) ''تو وہی ہے اللہ تمہارا ربِ برحق۔ تو حق کے بعد کیا رہ جاتا ہے سوائے گمراہی کے؟ تو کہاں سے تم پھیرے جا رہے ہو؟''

اللہ تعالیٰ کو رب تسلیم کر لیا جائے تو پھر سارا دین واضح طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے۔ یہ جتنی بھی نشانیاں کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں یہ سب اُسی رب کی نشانیاں ہیں جس کو میں نے عالم ارواح میں دیکھا تھا۔ بندہ ان نشانیوں کو یاد کرلے تو دل میں ایمان پیدا ہوگا۔ پھر جب انسان اس ایمان باللہ کو اپنے دل میں یاد رکھتا ہے تو اس کو اپنی اصل منزل کی فکر بھی رہتی ہے۔ فرمایا:

''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے الٹ پھیر میں' ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں' کھڑے بھی' بیٹھے بھی اور اپنے پہلوؤں پر بھی' اور مزید غور وفکر کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں۔ اے ہمارے ربّ! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد تو پیدا نہیں کیا ہے۔ تو پاک ہے (اس سے کہ کوئی عبث کام کرے)' پس تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا!'' (آل عمران: 91،92)

یعنی ایمان باللہ کو دل میں یاد رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اپنی آخرت کی فکر کرے گا اور اس کے لیے دنیا میں اچھے اعمال بھی کرے گا۔

جس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوگی تو پھر وہ اس کائنات پر غور وفکر کرے گا، ذرا سوچے گا تو دو قسم کے قوانین اس کے سامنے آئیں گے۔ فزیکل لاز اور moral laws۔ مثلاً آگ جلاتی ہے، آپ بھولے سے بھی کوئی انگارا ہاتھ میں پکڑیں گے تو آپ کا ہاتھ لازماً جلے گا۔ آپ غلطی سے بھی گرم گرم چائے یا دودھ کا گھونٹ لے لیں گے تو آپ کا تالو اور ہونٹ جلیں گے۔ زبان پر بھی چھالا پڑے گا۔ یہ فزیکل لاز ہیں۔ لیکن اسی زبان کے ساتھ چاہے آپ جان بوجھ کر بھی جھوٹ بولیں گے تو کبھی زبان پر چھالا نہیں پڑے گا۔ تو پھر جھوٹ کی سزا کب ملے گی؟ اسی طرح ایک انسان بم دھماکہ کرتا ہے اور بیس آدمیوں کو مار دیتا ہے۔ اب انسان سوچتا ہے کہ اس کو سزا تو ملنی چاہیے لیکن کیسے ملے گی؟ اگر عدالت میں کیس جائے گا تو ہو سکتا ہے جج اُسے بیس دفعہ سزائے موت کا فیصلہ دے کیونکہ اس نے بیس آدمیوں کو مارا ہے۔ لیکن پہلی سزائے موت کے ساتھ ہی وہ مر جائے گا تو سزا کیسے پوری ہوگی۔ حالانکہ اس کا جرم صرف بیس انسانوں کی جان لینا نہیں ہے۔ بلکہ اوسطاً اس نے کوئی پچاس ساٹھ بچے یتیم کردیے اور تقریباً بیس ہی عورتیں اس نے بیوہ کردیں۔

لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نشانیوں کو یاد کرتا ہے تو اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ کے لیے ناممکن نہیں ہے کہ وہ اُسے دوبارہ زندہ کر کے بار بار سزا دے یہی حقیقی اور مکمل سزا ہوگی کیونکہ وہ اس پوری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ فرمایا:

''کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا تھا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ تو بہت بلند و بالا ہے اللہ' جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بہت عزت والے عرش کا مالک ہے۔'' (مومنون: 115،116)

یعنی یہ ناممکن ہے کہ مجرم اس سے نکل کر بھاگ جائیں۔ لہٰذا اس غور وفکر کے ساتھ دل میں ایمان بالآخرت پیدا ہوگا۔ لیکن یہ سب کچھ ظن کے درجے میں ہوگا، تخلیق کائنات پر غور وفکر کے اگر کسی (بقیہ صفحہ 16 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید 17 سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

خوشتر آں درسے کہ گیری از نظر	صد کتاب آموزی از اہلِ ہنر	57

(اے پسر!) تو اہلِ ہنر (مختلف شعبوں کے ...Ph.D اساتذہ) سے سینکڑوں کتابیں (نکتے) سیکھ لے تب بھی حقیقی علم (جو خدا شناسی اور خود شناسی دیتا ہے) وہ ہے جو تو نظر (حقیقی تربیت) سے حاصل کرتا ہے

مست میگردد باندازِ دگر!	ہر کسے زاں مے کہ ریزد از نظر	58

ہر (وہ خدا شناس) استاد و مربّی جو اپنی نگاہ اور نظر سے (خدا شناسی اور خود شناسی کی) شراب تم پر انڈیل دے وہ (تمہیں) ایک عجیب (و منفرد) انداز میں مست (اس کا قدر دان و رسیا) بنا دے گا

لالہ زاں بادِ سحر مے در ایاغ!	از دمِ بادِ سحر میرد چراغ	59

(اے پسر! اے مغربی تہذیب و تعلیم پر فریفتہ انسان! تو دیکھتا نہیں کہ) بادِ سحر کا جھونکا چراغِ شب کو بجھا دیتا ہے (تاکہ انسان اٹھ کر کارِ جہاں میں لگ جائے) اور پھول کے لیے یہی جھونکا ہوتا ہے جس سے پھول کھلتے ہیں، جو بعد میں (پھل بن کر اور پھر) شراب بن کر پیالے میں آ جاتی ہے

57۔ اے پسر! تو جب مغربی بالا دست تہذیب اور رائج فکر کے پرچارک اساتذہ اور اہلِ ہُنر (SUBJECT SPECIALISTS) سے تحصیلِ علم کر رہا ہے تو یہ یاد رکھ کہ اس تعلیمی نصاب کی سینکڑوں کتابیں ان سے پڑھ لے اور مغرب کی لائبریریوں میں بیٹھ کر ان کے بے خدا علوم پر عبور بھی حاصل کر لے علمِ حقیقی تک رسائی مغربی طرز کے استاد شاگرد کے رشتے سے مل ہی نہیں سکتی یہ علم تو تجھے اس صاحبِ نظر، جو حقیقی علم تک رسائی رکھتا ہو، کی ایک نظر سے ہی مل سکتا ہے۔ مغربی درس گاہوں کے اساتذہ خود علمِ حقیقی سے بے بہرہ ہیں اور کائنات کا مشاہدہ، تفہیم اور تشریح خالقِ کائنات کا اقرار کیے بغیر کر رہے ہیں۔ اندھا اندھوں کی رہبری کیسے کر سکتا ہے؟ یہ انداز تو جانوروں کی دنیا کا انداز ہے نہ کہ انسانوں کا۔

58۔ ہر وہ استاد اور مربّی جو اپنے خداشناسی کے نظریات کے مطابق زندہ ہو وہی ایسی نگاہ رکھتا ہے جو زیرِ تربیت نوجوان طالب علم پر خداشناسی اور خودشناسی کی ایسی شراب انڈیل دے گا جو اسے عجیب اور منفرد انداز میں اُس خداشناسی کے جذبے سے مست اور حقیقی قدردان بنا دے گا کہ اس سے دور رہنے کی سوچ اور اس سبق کو بھلا دینے کا کبھی خیال بھی نہیں آئے گا۔ آج کے اکثر استاد بے عمل اور اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ ہیں اور وہ نظریات جو تمہیں پڑھا رہے ہیں، مسلمان ہو کر بھی خود اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ زمانے میں بہت سی مثالیں ہیں جیسے کہ سگریٹ نوشی کے نقصانات پر مضمون لکھنے والا خود عین اس وقت بھی سگریٹ نوشی کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے علم کے اثرات نہیں پھیلتے اور مغربی نظامِ تعلیم کا معلّم اور استاد صرف حروف کی پہچان اور الفاظ سکھاتا ہے جبکہ صاحبِ نظر استاد، انسان کے دل اور CONSCIENCE کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے ہیں اور انسان کو ضمیر کی آواز پر توجہ کرنا اور اسے اللہ کی آواز یعنی HIS MASTER'S VOICE سمجھنے کا گُر بتا دیتے ہیں۔

59۔ اے پسر! تو دیکھتا نہیں مغربی افکار پر فریفتہ طالب علم اور دانشور اساتذہ کی تعلیم اور نظر ایسے ہی ہے کہ صبح کی تازہ ہوا کا جھونکا چراغِ شب کو بجھا دیتا ہے جبکہ صاحبِ دل اور باضمیر انسان کی نظر سے طالب علم کی دنیا ہی بدل جاتی ہے جیسے صبح کی تازہ ہوا کا جھونکا لالہ کے پودوں پر پڑتا ہے، انگوروں کی بیلوں پر پڑتا ہے تو پھل پھول لگتے ہیں جو بعد میں شراب کی صورت میں قدردان کے گلاس (جام) میں پہنچ جاتی ہے۔ فرق صاف ظاہر ہے کہ وہی ہوا کا جھونکا چراغ بجھا دیتا ہے اور وہی جھونکا پودوں کو شراب میں بدل کر قیمتی بنا دیتا ہے استاد کے نظریات ہوا کے جھونکے ہی ہیں۔ جدید جامعات کے استاد انسان کی سوچ کو مفلوج کر کے ڈارون کا انسان بنا دیتے ہیں جبکہ صاحبِ دل انسان کی نظر سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور وہ انسان دوست اور اخلاق دوست رویوں کا حامل بن جاتا ہے۔

افرنگ زدہ

ترا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر!
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تو، زرنگار و بے شمشیر!

علامہ اقبال

حالیہ بھارتی اقدامات سے دوقومی نظریہ کی سچائی کھل کر دنیا کے سامنے آگئی ہے۔ لہٰذا اب تو ہمیں اس نظریہ کا عملی نفاذ اپنے ملک میں کر لینا چاہیے تاکہ پاکستان اور اس خطہ کے مسلمان ایک طاقت بن سکیں: آصف حمید

مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ نظام خلافت تھا۔ خلافت عثمانیہ جیسی بھی تھی لیکن عرب و عجم میں مسلم اتحاد کا واحد ذریعہ تھی: رضاء الحق

مسلمان ممالک کی خاموشی کی سب سے بڑی وجہ اُن کے بھارت کے ساتھ وابستہ معاشی مفادات ہیں: حسن صدیق

ڈاکٹر حافظ محمد حبیب اسلم

مسئلہ کشمیر پر اُمت کی خاموشی؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: مسئلہ کشمیر پر امت مسلمہ خاموش کیوں ہے؟

حسن صدیق: اس وقت بھارت کے مسلم دنیا کے ساتھ تعلقات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ انڈیا کی ترکی کے ساتھ 7 ارب ڈالر، ملائیشیا کے ساتھ 17 ارب ڈالر، ایران کے ساتھ 13 ارب ڈالر کی تجارت ہے۔ جبکہ 550 ارب ڈالر کے معاہدے اس کے UAE کے ساتھ ہونے جا رہے ہیں۔ پھر UAE انڈیا کو سب سے بڑا ایوارڈ دینے والا ہے۔ یعنی مسلم ممالک کے بھارت کے ساتھ اپنے مفادات وابستہ ہیں اور وہ اپنے مفادات کو کسی بھی حوالے سے نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ عربوں کا حال یہ ہے کہ وہ فلسطین کے مسئلے پر چپ ہیں کجا یہ کہ وہ کشمیر کے مسئلے پر کوئی بات کریں گے۔ پھر حرمت رسول ﷺ کا ایشو حالانکہ تمام امت کے لیے یکساں اہمیت رکھتا ہے، لیکن جب ہالینڈ میں گستاخانہ خاکوں کا مقابلہ ہو رہا تھا تو پاکستان کے احتجاج پر یہ مقابلہ منسوخ ہوا لیکن دوسرے کسی بھی مسلم ملک نے اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی۔ لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے مسلم ممالک کا رویہ بہت حیران کن ہے۔ کشمیر کے حالیہ ایشو پر بھی حالانکہ کئی غیر مسلم ممالک اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے آواز اُٹھائی ہے لیکن سوائے پاکستان کے کسی دوسرے مسلم ملک کو اس کی بالکل بھی توفیق نہیں ہوئی اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے بلکہ ان کا معاملہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔

رضاء الحق: حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مسلمانوں کو امت واحدہ کا خطاب دیتا ہے لیکن عملی طور پر امت موجود نہیں ہے۔

آصف حمید: مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ نظام خلافت تھا۔ خلافت عثمانیہ جیسی بھی تھی لیکن عرب و عجم میں مسلم دنیا کے اتحاد کی کسی حد تک مظہر تھی۔ لیکن پچھلی صدی میں اس کو ختم کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا گیا اور اس تقسیم کے نتیجہ میں بننے والے مسلم حکمران عالمی طاقتوں کے حلیف بن گئے۔ پھر اسرائیل نے جب گریٹر اسرائیل کا منصوبہ شروع کیا تو شروع میں اس کے خلاف عرب ممالک کا بڑا سخت ردعمل تھا لیکن آہستہ آہستہ وہ پسپا ہوتے چلے گئے اور آج وہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے

مرتب: محمد رفیق چودھری

لائن میں کھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت بھارت کے پیچھے امریکہ اور اسرائیل دونوں موجود ہیں۔ پھر اس نے اپنی معاشی ترقی کے لیے بہت محنت کی ہے جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں بھارت میں تجارت کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں یہ اصول رکھا ہوا ہے کہ جو محنت کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ چاہے وہ مذہبی لحاظ سے کوئی بھی ہو۔ لہٰذا مسلم دنیا کی خاموشی کی ایک وجہ بھارت کی معاشی ترقی بھی ہے کیونکہ ہمارے مسلم ممالک بھارت سے اپنی معاشی منفعت لے رہے ہیں۔ پھر بھارت نے عربوں کو معاشی لحاظ سے ہی نہیں بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی تسخیر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام عرب ممالک میں دوسری قومی زبان ہندی ہے کیونکہ انڈیا کی فلموں نے وہاں پر بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ یعنی انڈیا نے عربوں کو کلچر کے لحاظ سے بھی مسخر کیا ہے۔ بہرحال انڈیا آج جو کچھ کر رہا ہے وہ اسرائیل اور امریکہ کی شہ پر اور ان کی سپورٹ سے ہی کر رہا ہے۔ دوسری طرف مسلم ممالک ان کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور ان سے اپنے مفادات لے رہے ہیں لہٰذا وہ اس کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر عرب ممالک کوئی نظریاتی ممالک نہیں ہیں بلکہ ان کی بنیاد نیشنلزم پر ہے لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارا ملک اور پھر نظریات ہیں۔ البتہ پاکستان کے لوگوں میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ہے اور جہاں پر مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے یہاں سے ان کے لیے کچھ ردعمل دیکھنے کو ملتا ہے باقی مسلمان ممالک کے حوالے سے تو مرثیہ پڑھنے کا وقت ہے۔

سوال: انڈیا کشمیر میں اسرائیلی ماڈل کو فالو کر رہا ہے کیا اس کا یہ اقدام عالمی حالات پر اثر انداز ہوگا؟

رضاء الحق: جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات قائم کی ہے اس وقت سے خیر و شر کی کشاکش چلی آ رہی ہے اور تا قیام قیامت چلتی رہے گی۔ لیکن پچھلی دو تین صدیوں سے ایک گروہ ابلیس اور ابلیسی قوتوں کے ساتھ مل کر پوری دنیا کی domination کے لیے سرگرم عمل ہے اور بالخصوص مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ یہ گروہ یہود کا ہے۔ انڈیا تقریباً 90 کی دہائی سے اسرائیل کے ماڈل کو فالو کر رہا ہے۔ پہلے یہ چیزیں خفیہ طریقے سے ہو رہی تھیں لیکن جب سے مودی اقتدار میں آیا ہے اس کے بعد سے یہ چیزیں بالکل نمایاں ہو کر سامنے آ رہی ہیں اور دوبارہ برسر اقتدار آنے سے وہ اور زیادہ کھل کر یہ کام کر رہا ہے۔ جس ترتیب سے انڈیا یہ اقدامات کر رہا ہے اس سے یہ چیز بالکل واضح ہے کہ اس کے پیچھے امریکہ اور اسرائیل ہیں۔ رابرٹ فسک بی بی سی کا ایک رپورٹر ہوا کرتا تھا جس نے بعد ازاں فلسطین جا کر فلسطینیوں کے حق میں اور اسرائیل کے خلاف بڑے کالم لکھے۔ پلوامہ واقعہ کے بعد اس نے باقاعدہ اس چیز کا ذکر کیا کہ اسرائیل ہر ایک قدم میں بھارت کی لاجسٹک، عسکری، انٹیلی جنس اور اخلاقی مدد کر رہا ہے۔ انہوں نے مل کر ایک پلاننگ بہت عرصے

سے بنائی ہوئی ہے کہ پاکستان، کشمیر اور افغانستان کو کس طرح سے محدود کیا جائے۔ رابرٹ فسک کے مطابق اسرائیل اپنے علاقے میں بہت جلد تبدیلیاں لانا چاہتا ہے کیونکہ اس کو اپنے مسایاح کا انتظار ہے اور اس کے آنے سے قبل وہ گریٹر اسرائیل بنانا اور سارا سٹیج سجانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں چیزیں بہت تیزی سے تبدیل ہوتی جارہی ہیں۔ پھر امریکہ اور انڈیا کے گٹھ جوڑ سے چائنہ گھیراؤ پالیسی بھی چل رہی ہے کیونکہ چائنہ اپنی ترقی کی طرف گامزن ہے اور وہ اپنی ترقی کو اسی صورت برقرار رکھ سکتا ہے جب اس کے علاقے میں کشیدگی نہ ہو۔ کیونکہ کشیدگی ہوگی تو اس کے سی پیک اور دوسرے اقتصادی منصوبے متاثر ہوں گے۔ دوسری طرف افغان امن معاملہ اگر مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد جب افغان طالبان طاقت میں آئیں گے تو مسلمان ان سے اثر لیں گے کیونکہ انہوں نے ایک بڑی سپر پاور کو شکست دی ہوگی۔ ان سے کشمیر کے لوگ بھی اثر لے سکتے ہیں۔ اب چونکہ اسرائیل مڈل ایسٹ کے اندر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہ رہا ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ دنیا کی نظریں کسی اور جگہ مذکور ہو جائیں اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔ انڈیا اس کے لیے سافٹ ٹارگٹ اس لیے ہے کہ وہاں پہلے سے ایک ایسی حکومت اور ایسے لوگ موجود ہیں جو ہندوتوا کے نظریے پر عمل پیرا ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہاں صرف ہندو رہیں۔ اب وہاں کشمیر اور ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مرنے اور مارنے والی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا ان کو اپنے حقوق کے لیے کھڑا ہونا پڑے گا۔ اسرائیل کا یہ پلان ہوسکتا ہے کہ کرفیو ختم ہونے پر جب کشمیری مظاہرین باہر نکلیں گے تو بھارت ان کے خلاف جوابی کارروائی کرے اور ایسی صورتحال پیدا کی جائے کہ عالمی طاقتیں وہاں پر آئیں۔ اسرائیل اپنے تئیں ہر ایک کو استعمال کرتا ہے۔ اگرچہ اسرائیل اور انڈیا کے مفادات ملتے بھی ہیں لیکن ایک مقام پر جا کے وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اسرائیل کے نزدیک یہودیوں کے علاوہ کوئی اس دنیا پر حکومت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اسرائیل عالمی بالادستی جبکہ ہندو علاقائی بالادستی چاہتے ہیں۔

سوال: کیا انڈیا ہندوتوا تحریک میں تیزی لانے کے لیے کشمیریوں کی نسل کشی کر رہا ہے؟

حسن صدیق: عمران خان نے اپنی ٹویٹس میں مودی اور ہٹلر کا موازنہ کیا ہے۔ یہ کوئی میڈیا کی بنائی ہوئی باتیں نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں ہندو آئیڈیالوجی ہٹلر سے متاثر ہے۔ آر ایس ایس کے دوسرے سربراہ گول والکر کہتے تھے کہ (ہٹلر نے یہودیوں کو جو مارا تھا تو اس میں ہٹلر کا قصور نہیں تھا بلکہ یہودیوں نے دو ہزار سال تک عیسائیوں پر تشدد کیا جس کی وجہ سے ہٹلر کے اندر ایسی سوچ پیدا ہوئی اور اس نے پھر یہودیوں پر ایسے مظالم کیے)۔ 8-2007ء میں مودی نے اپنی پسندیدہ 16 شخصیات میں سے گول والکر کو دوسرے نمبر پر رکھا تھا۔ ہندوتوا فلسفہ میں ہٹلر کو بڑا سراہا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعظم نے جب ٹویٹس کرنے کا محاذ سنبھالا ہوا تھا تو اصولی طور پر انہیں چاہیے تھا کہ ہٹلر کی بجائے ایریل شیرون کی مثال دیتے یا فلسطین، افغانستان اور عراق پر جو مظالم ہوئے ان کی مثال دیتے لیکن انہوں نے عالمی میڈیا کو متوجہ کرنے کے لیے ہٹلر کی مثال دی۔ اسی لیے تو عالمی میڈیا نے اس کو بڑی کوریج دی اور کشمیر کے مظالم پر بات کی ہے۔ حتیٰ کہ ایک میڈیکل جنرل لینن نے بھی ان مظالم کے حوالے سے بات کی ہے۔ پھر ہندوتوا کا سفر بہت پرانا ہے۔ یہ کوئی BJP کے آنے سے شروع نہیں ہوا بلکہ اس کی تاریخ کا جائزہ لیں تو جب مہاتما گاندھی کو گاڈسے نے قتل کیا تھا تو اس نے اس کی وجہ ہندوستان کی تقسیم بتائی تھی۔ گول والکر کے خیالات یہ تھے کہ تقسیم کے بعد ہمارے اصل دشمن بھارت کے اندر موجود مسلمان ہیں کیونکہ انہوں نے 1946ء میں مسلم لیگ کا ساتھ دے کر پاکستان بنایا تھا۔ BJP کے پرانے لیڈروں میں ایل کے ایڈوانی، واجپائی وغیرہ جیسے لوگ اتنے انتہا پسند نہیں تھے لیکن پوری پلاننگ کے ساتھ ان لوگوں کو سائیڈ لائن کیا گیا اور مودی، امیت شاہ وغیرہ جیسے انتہا پسند لوگوں کو آگے لایا گیا۔ امیت شاہ گجرات میں مودی کا رائٹ ہینڈ تھا اور اس وقت بھی وہ رائٹ ہینڈ ہے اور یہ بی جے پی کا صدر ہے۔ اس وقت انڈیا کے تقریباً تمام اداروں میں ہندوتوا چھا گیا ہے۔

سوال: ہندوتوا تحریک میں مسلمان کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

حسن صدیق: اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح اسرائیل نے فلسطینیوں کی نسل کشی کی ہے اور وہاں یہودیوں کو آباد کیا ہے اسی طرح کی کوشش کشمیر میں بھی کی جارہی ہے اور یہ مرحلہ ہندوتوا کے فلسفے میں موجود ہے۔ بی جے پی کے سینئر لیڈر سوامی نارائن نے اپنی 2017ء کی ٹویٹس میں کہا تھا کہ ہمیں آزاد کشمیر کی طرف جانا چاہیے۔ ابھی حالیہ دنوں میں بھی اس نے یہی کہا کہ ہمیں اب نیوکلیئر کی ڈاکٹرائن تبدیل کرنی چاہیے اور کشمیر میں ہندوؤں کو آباد کرنا چاہیے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور یہ ان کا پورا پروگرام ہے۔

آصف حمید: اسرائیل سمجھتا ہے کہ گریٹر اسرائیل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان ہے۔ اس کے پاس ہندوستان کی شکل میں ایک اچھا موقع ہے کہ وہ پاکستان کو کسی طرح کمزور کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آزاد کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ یعنی اسرائیل یہ چاہتا ہے کہ پاکستان ہمیشہ بھارت کے ساتھ اُلجھا رہے تاکہ مڈل ایسٹ میں اس کا پلان آسانی سے مکمل ہو سکے۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں جنگ ہو جائے اور اس کے نتیجے میں پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیار تباہ ہو جائیں۔ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی بہت ساری کوششیں ہوئی ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ ناکام ہوتی رہی ہیں۔ کیونکہ پاکستان واحد مسلمان ملک ہے جو عسکری لحاظ سے بہت مضبوط ہے اور اسرائیل کے مقابلے میں آ سکتا ہے۔ باقی مسلم ممالک کے مقابلے میں یہاں کے لوگوں میں بھی تھوڑی سی حمیت باقی ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ عالمی حالات کس طرح تبدیل ہو رہے ہیں۔ بالخصوص نائن الیون کے بعد انہوں نے عراق، لیبیا، شام جیسے ممالک کا کیا حشر کیا؟ سعودی عرب کے اندر انہوں نے آگ بڑھکائی ہوئی ہے اور وہ لاوا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ جہاں تک ہندوستان کے مسلمانوں کا معاملہ ہے تو آٹھ دس سال پہلے جب ہم انہیں ہندو انتہا پسندوں کے بارے میں بتاتے تھے تو وہ کہا کرتے تھے کہ آپ اپنا خیال کریں ہم یہاں پر ٹھیک ہیں۔ اب وہاں کی صورت حال یکسر تبدیل ہو چکی ہے لیکن مودی کو منتخب کرنے میں اور مسلمانوں کو کمزور کرنے میں مسلمانوں کا اپنا ہاتھ بھی ہے کیونکہ وہ متحد نہیں ہیں۔ مسلمان کا ووٹ کم از کم تین حصوں میں تو تقسیم ہوتا ہے جس کی وجہ سے آر ایس ایس نے بہت فائدہ اٹھایا۔ بہرحال مودی کے دوبارہ اقتدار میں آنے اور پھر کشمیر ایشو کے بعد وہاں کے مسلمانوں کو تھوڑی سی سمجھ آنی شروع ہوگئی ہے کہ ہندو ذہنیت ہمیں یا تو مار دے گی یا نکال دے گی۔ اجمیر شریف کے گدی نشین نے حالیہ بیان میں کہا کہ مسلمان کم از کم متحد تو ہوں تاکہ ان کی ایک آواز بنے۔ اگر متحد نہیں ہوں گے تو ان کو تقسیم کر کے ہندو مار دے گا اور ان کی طاقت کو توڑ دے گا۔ ہندوتوا کے ہاتھوں وہاں کا ماڈریٹ ہندو بھی مغلوب ہو گیا ہے اور وہاں کا میڈیا تو مکمل طور پر مغلوب ہے۔ آج فاروق عبداللہ بھی کہہ رہے ہیں کہ قائداعظم نے ٹھیک ہی سمجھا تھا اور درست کہا

تھا۔لہٰذا وہاں کے مسلمانوں کو خود متحد ہونا ہوگا اور پھر دوسری اقلیتوں کو ساتھ ملا کر ایک ایسا مضبوط بلاک بنانا ہوگا کہ وہ انتہاپسند ہندو کا مقابلہ کرسکیں۔

سوال: کیا مغرب اب بھی صرف مسلمانوں کو ہی دہشت گرد سمجھتا ہے؟

رضاء الحق: ابھی پچھلے دنوں ایک امریکی ریاست میں کچھ دہشت گردوں نے فائرنگ کی اور لوگوں کو مار دیا جس پر صدر ٹرمپ نے یہ کہا کہ ہمارے ہاں ذہنی مریض بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا زیادہ ذہنی مریضوں کے ہسپتال بنانے کی ضرورت ہے، عالمی اسٹیبلشمنٹ بہت سارے سیناریو لے کر چلتی ہے۔ ان میں سے ایک سیناریو یہ بھی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس علاقے کو جنگ کا تھیٹر بنایا جائے۔ پھر انڈیا کے وزیر دفاع کا بیان آ گیا کہ ہم نیوکلیئر ہتھیار بھی استعمال کر لیں گے۔ حالانکہ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تم نیوکلیئر حملہ کرو گے تو کیا دوسرا تماشا دیکھے گا۔ ایسی حرکت سے ساری دنیا میں جنگ پھیلے گی۔ بہرحال مغرب کے تھنک ٹینکس اکثر جنگ کے حالات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ وڈرو ولسن سنٹر نے 2016ء میں آسام کے بارے میں رپورٹ دی تھی کہ اس علاقے میں مسلمانوں میں دوبارہ بیداری کی لہر پیدا ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت آسام کے اوپر سب سے زیادہ فوکس ہے۔ مغرب کی ایک سٹریٹیجی یہ بھی ہے کہ پاکستان انڈیا کی ایک محدود جنگ کروادی جائے لیکن آج کل کے دور میں ایسی جنگ ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں ممالک کے پاس ہتھیار برابر کے ہوں تو پھر ایسی جنگ پھیلے گی۔ بہرحال اس میں اللہ کی مشیت کیا ہے لیکن ایک بات واضح ہے کہ ہم اب دورِ فتن میں داخل ہو چکے ہیں۔ بالفور ڈیکلریشن کا آنا، خلافت کا ختم ہونا، اسرائیل کا بن جانا، پھر نائن الیون کا واقعہ، یہ سب ایسے واقعات ہیں جن کے بارے میں لوگوں کو یقین ہی نہیں تھا کہ یہ ہوں گے۔ یہی معاملہ پھر جنگ کا ہوتا ہے۔

سوال: کشمیر میں جاری کرفیو سے آزادی مہم میں کس حد تک تیزی آئے گی؟

آصف حمید: کشمیریوں کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنی تحریک کو مرنے نہیں دیا۔ جو ظلم وہاں ہو رہا ہے اب اس میں جہاد کا عنصر دوبارہ زندہ ہوگا۔ کشمیر کا علاقہ گوریلا وار فیئر کے لیے بہت موزوں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیری مرتو جائیں گے لیکن اس تحریک کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور یا مقبول جان کہتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت گلوبل سطح پر جہاد کا رجحان اُبھرا ہے۔ پھر بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دوسرے گروپس بھی کام کر رہے ہیں۔ وہاں کرفیو کے بعد حالات ٹھیک نہیں ہوں گے بلکہ یہ جنگ اب پھیلے گی اور کشمیریوں کی جدوجہد میں تیزی آئے گی۔

حسن صدیق: مقبوضہ کشمیر میں تقریباً 25،30 فیصد لوگ معاشی لحاظ سے بہتر تھے اور انڈیا کی مین سٹریم کے ساتھ connected تھے، وہ مسلمان حتیٰ کہ جموں کے ہندو بھی حالیہ بھارتی اقدام کے خلاف ہیں۔ جب یہ کرفیو اٹھے گا تو فاروق عبداللہ، عمر عبداللہ، محبوبہ مفتی جیسے لوگ بھی کشمیریوں کی تحریک میں شامل ہوں گے۔ حتیٰ کہ شاہ فیصل وہ لڑکا ہے جس نے بھارت میں آئی ایس ٹاپ کیا تھا۔ وہ انڈیا کی بیوروکریسی کا حصہ تھا۔ پھر اس نے وہاں سے استعفیٰ دیا اور سیاست میں آیا۔ پھر بی بی سی کے ایک انٹرویو میں مودی کے خلاف بولا بلکہ اس نے برکھادت کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان نے غلط قدم اٹھائے ہیں کیونکہ اس سے ہماری تحریک میں مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں۔ وہ پاکستان کے خلاف بھی بات کرتے ہیں اور انڈیا کو یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم پاکستان کے ساتھ نہیں ہیں۔ کرفیو کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ جن لوگوں نے ستر سال بھارتی مظالم برداشت کیے ہیں وہ اب بھارت کے سامنے گھٹنے ٹیکیں گے۔ بہرحال خطے کی صورت بہت زیادہ خراب ہو رہی ہے۔

رضاء الحق: مقبوضہ کشمیر میں یوتھ کا کردار بہت نمایاں ہے۔ برہان وانی اس کی ایک مثال ہے۔ وہاں کے نوجوان آزادی کے حوالے سے دوسری جماعتوں کے طریقۂ کار سے تنگ آچکے ہیں۔ برہان وانی نے اپنی پوسٹس میں ایک ایسا تصور پیش کیا ہے کہ اب ہم بھی بھارتی فوج کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ یعنی وہ اب دفاعی انداز کی بجائے جارحانہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انڈیا کے اندر اگر آپ ہمیشہ ڈیفنس پر ہی رہیں گے تو پھر چھوٹے بن کر رہیں گے۔ یہ بات کشمیر اور انڈیا کے مسلمانوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم متحد بھی ہوں اور کچھ جارحانہ کارروائیاں بھی کریں۔

حسن صدیق: اس وقت عالمی میڈیا بھی کشمیریوں کے حق میں ہے۔ رچرڈ باؤچر ایک نامور ڈپلومیٹ ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اب انڈیا کبھی بھی پاکستان پر کراس بارڈر دہشت گردی کا الزام نہیں لگا سکتا۔ ایک اور ڈپلومیٹ ظفر ہلالی کا بیان تھا کہ اس وقت پاکستان کے پاس صرف دو آپشنز ہیں۔ ایک وار اور دوسرا پراکسی وار۔ لہٰذا اب ہمیں ایک جارحانہ انداز دنیا کو دکھانا ہوگا۔ اگر کرفیو کے بعد کشمیر میں لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے اور وہاں پر ہندوؤں کی بستیاں بسانے سے انڈیا باز نہ آئے تو پاکستان کو پھر عسکری کارروائی کرنے کے بارے میں ضرور سوچنا ہوگا۔ بالخصوص اس خطے میں چائنہ کو اعتماد میں لے کر اگر پاکستان کی طرف سے سیریس دھمکی ہی ہوگی تو وہ بھی انڈیا برداشت نہیں کر سکے گا۔

آصف حمید: حال ہی میں دنیا نے یہ دیکھا ہے کہ طالبان نے اپنی گوریلا وارفیئر کے ذریعے دنیا کی ایک سپر طاقت کو شکست دی ہے۔ کشمیری یوتھ کے لیے یہ ایک بہت بڑی مثال ہوگی وہ اگر گوریلا وارفیئر کی طرف جاتے ہیں تو ان کو کامیابی مل سکتی ہے۔

سوال: مسئلہ کشمیر پر پچاس سال بعد سلامتی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا ہے۔ اب کیا نتائج برآمد ہوں گے؟

رضاء الحق: سلامتی کونسل کا یہ اجلاس ایک مشاورتی اجلاس تھا۔ کشمیر کے ایشو کو وہاں پر چین لے کر گیا اور اس میں پاکستانی اور انڈین سفارت کاروں نے آ کر اپنا اپنا موقف ظاہر کیا۔ انڈیا کہہ رہا ہے کہ اب ہم پاکستان کے اوپر ففتھ جنریشن وارفیئر کا حملہ کریں گے۔ پاکستان سفارتی سطح پر جو کچھ کر سکتا تھا وہ کر چکا ہے۔ پاکستان نے جہاں جہاں تک بات پہنچانی تھی وہاں تک اس نے بات پہنچا دی ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سلامتی کونسل بھی اس سے آگے نہیں بڑھے گی۔ پاکستان کو اب خود کچھ کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کچھ ایسا ذریعہ بنائے جو پاکستان اور کشمیریوں کے مفاد میں ہو۔

حسن صدیق: اس حوالے سے دنیا کے عملی اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں بلکہ امریکہ، روس اور فرانس نے مسئلہ کشمیر کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی ہے۔ سلامتی کونسل کا اجلاس اس لیے بلایا گیا کیونکہ عالمی میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بہت زیادہ پریشر پیدا کیا ہوا تھا۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اس پریشر کو آگے بھی قائم رکھے۔

آصف حمید: پاکستان کو اس حوالے سے اور بھی اقدامات کرنے چاہئیں۔ بالخصوص اپنی ایئر سپیس کو انڈیا کے طیاروں کے لیے بند کرے تاکہ اس کی افغانستان وغیرہ میں تجارت کو نقصان پہنچے۔ سفارتی تعلقات مکمل طور پر ختم کر دے۔ پھر پاکستان کے اندر یہ بات پھیلائی جائے کہ ہماری جنگ نظریاتی ہے۔ اسی نظریے کی بنیاد پر پاکستان بنا تھا اور یہی دو قومی نظریہ پاکستان کے استحکام کی بنیاد ہوگا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

کارواں گم کردہ منزل

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کشمیر بدستور دنیا بھر سے کٹ کر ایک بڑی قحط زدہ جیل کا منظر پیش کر رہا ہے۔ کرفیو جاری ہے۔ رات گئے گھروں پر فوج کے چھاپے۔ خواتین کو ہراساں کیے جانے کی اذیت ناک رپورٹیں۔ ہزاروں نوجوان گرفتار۔ چادر چار دیواری کا تقدس پامال۔ بچے خوراک اور ادویہ سے محروم۔ دنیا صرف گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے والے بیانات پر اکتفا کر رہی ہے۔ وہ دنیا جس نے عراق کی معاشی ناکہ بندی میں 6 لاکھ بچے ادویہ کی عدم فراہمی اور کم خوراکی پر مارے جانے کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کیا تھا (یو این رپورٹ کے مطابق: نیو یارک ٹائمز یکم دسمبر 1995ء) اب اس کا ہاضمہ مضبوط تر ہے!

کشمیر کی اس صورت حال اور مسلم بیٹیوں کے خلاف دست درازی کے پیچھے بدروح رواں نریندر مودی کو متحدہ امارات اور بحرین میں دیے جانے والے سب سے بڑے ایوارڈ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ چار سالوں میں یہ مودی کا تیسرا دورہ ہے۔ نیز بحرین دورے کے دوران (24،25 اگست) ایک مندر کی تعمیر نو کا افتتاح بھی بحرین میں ہوا۔ وہی مودی جس نے کشمیر میں عیدالاضحیٰ، قربانی اور 3 لگاتار جمعے مسلمانوں کو محصور رکھا۔ نماز اور مسجد کی اجازت نہ دی۔ برج خلیفہ پر چڑھ کر شاید کشمیر کی خونچکاں وادی کسی ٹیلی سکوپ سے دیکھی جا سکتی ہو۔ ورنہ مسلمان چندہ کر کے برج خلیفہ پر کشمیری بھائیوں کی حالت زار پر مبنی اشتہار ہی دے دیتے۔ (ڈھائی لاکھ اماراتی درہم کا 3 منٹ کا اشتہار!)۔ اب مسلم دوست خلافت کی جگہ مودی دوست برج خلیفہ، امت کے لیے باقی ہے۔ اس دورے کے دوران محبت کی گرمجوشی کا جو اظہار خبروں میں ہے، نہ پڑھیئے گا۔ ورنہ:

دیکھ کہ دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے!

تاہم دل جلانے کا فائدہ بھی نہیں، کیونکہ 60 ارب ڈالر کی دوطرفہ تجارت یو اے ای اور بھارت کے مابین ہے۔ 33 لاکھ بھارتی آبادی ہے وہاں۔ بحرین میں بھی 1.3 ارب ڈالر تجارت کا معاملہ ہے۔ کشمیری صبر سے کام لیں۔ ہندو پروہت کے مطابق: ''رواداری اور برداشت یو اے ای کی روح ہے''۔ اور بھارت کی بدروح کیا ہے؟ ہندوتوا! کشمیر سے مسلمانوں کا صفایا؟ لینے کے باٹ اور ہیں دینے کے اور۔ اس وقت سوا کروڑ کشمیریوں پر ظلم وقہر کا برستا کوڑا، سوا ارب انسانوں کے خطے کا امن اور امن عالم دونوں مودی کے ہاتھوں داؤ پر لگا ہے۔ وہی مودی (گجرات کا بھیڑیا) جسے اس کی بدترین انتہا پسندی اور دہشت گردی کے باوجود، یو این، سعودی عرب، مالدیپ، روس اور اب امارات، سبھی نے بڑے بڑے ایوارڈوں، اعزازات سے نوازا۔ کشمیریوں کے خون کے چھینٹے سبھی کے دامن آلودہ کر رہے ہیں۔

دوسری جانب زندہ ضمیر ہندو بھارتی کرنل نے یہ کہتے ہوئے خونِ ناحق سے انکار کر دیا: ''ہم اپنے لوگوں کو کیسے مار سکتے ہیں''۔ باضمیر ہند وصحافی ارون دھتی راؤ نے شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا: ''نصف ملین سے زائد فوج (کشمیر میں) اس لیے تعینات ہے تاکہ بقول ان کے مٹھی بھر دہشت گردوں سے نمٹا جا سکے۔ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کا حقیقی دشمن کشمیری عوام ہیں۔ جو کچھ بھارت کشمیر میں کرتا رہا، وہ ناقابل فراموش ہے۔ ستر ہزار سے زائد کشمیری ہلاک۔ ہزاروں لاپتہ، ہزاروں عقوبت خانوں میں بند۔ وادئ کشمیر چھوٹے پیمانے پر ابوغریب جیل بن چکی ہے''۔ اللہ انہیں نورِ ایمان سے نوازے جو زندہ ضمیر ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں 6 ہزار اجتماعی قبریں دریافت ہوئیں۔ (اگرچہ ایسی ہی قبریں مسلم ممالک میں بھی ہیں!) بھارتی فوج علاقے میں لاؤڈ سپیکر رکھ کر تشدد کی چیخیں سنواتی رہی۔ ہمیں سافٹ امیج، رواداری، برداشت کے سبق پڑھانے والی دنیا کانی ہو چکی؟ بھارتی وحشت و درندگی دکھائی نہیں دیتی۔ یہی ہے وہ فتنہ۔ دجال کے ہمراہ جہنم ہو گی (ہر باعمل مسلمان کی ہتھیلی پر انگارے دھرنے والی) اور جنت ہو گی (ہتھیلی پر ڈالر رکھنے والی!)

بھارت پاکستان کی شہ رگ دبوچے، ہم پر سیلابی ریلے چھوڑ رہا ہے۔ ایکڑوں زمین، آبادیاں، بستیاں اس کی زد میں ہیں۔ FATF میں سب سے زیادہ فتور بھارت نے مچائے رکھا۔ اب بڑی خوشخبری دی جا رہی ہے کہ پاکستان کے چہرے پر چھائی گرے دھند چھٹنے کو ہے۔ اکتوبر تک ہم سفید لسٹ میں آ جائیں گے۔ (ایک دن اور بھی طے شدہ ہے چہروں پر سیاہی چھانے یا روشن سفید چہروں کا۔ (آل عمران۔ 106) اس کا کیا ہوگا؟) ایشیاء بحرالکاہل گروپ نے پاکستان کی کوششوں کو سراہا ہے۔ اقدامات کو بہترین قرار دیا ہے۔ کالعدم تنظیموں اور شیڈول فور (جو ساری ایمانی، جہادی ہیں۔ بھارت کشمیر پر بوقت ضرورت ہمارے دفاع کی بے لوث حفاظتی لائن!) پر کارکردگی سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ (ہمارے دشمن!) ہم نے ہائی پروفائل امریکی مہمان قیدی شکیل آفریدی کے لیے بھی قواعد وضوابط جیل میں نرم کر دیئے ہیں۔ مدارس کا خوب گھیراؤ کیا ہے۔ انہیں سالانہ قربانی کی کھالوں سے پیسہ بنا کر غریب طالب علموں کی دال روٹی چلانے کی ''عیاشی'' ختم کرنے کو، ملکی چمڑے کی صنعت ہی ڈبو دی ہے۔ ایک وقت تھا کہ گائے کی کھال کے 4 ہزار بھی وصول ہوئے اور اس سال یہی کھال 100 تا 300 روپے تک وصول کر پائی!

FATF کو ہمارا سافٹ امیج بھی درکار ہے۔ باوجودیکہ خبریں ایسی ہیں کہ ہمارا سبھی کچھ اخلاقی اعتبار سے لٹ چکا، لیکن ان کو نجانے کتنا مزید درکار ہے۔ جگر تھام کر رپورٹیں نکال دیکھیے اور اخلاقی زوال (جو ان کی مطلوبہ شق ہے مال دینے کی!) کا حشر دیکھیے۔ 17 اگست روزنامہ ڈان کی رپورٹ میں راولپنڈی میں ایک مرد اور اس کی بیوی نے مل کر 45 لڑکیوں کا شکار کھیلنے کا اقرار کیا۔ بیوی کمسن لڑکی پھانستی اور اسے لا کر شوہر کے ہاتھوں برباد کروا کر وڈیوز عالمی فحش کاری ویب سائٹس کو بیچتے، بھاری رقوم کے عوض۔ تاآنکہ ایک لڑکی نے پولیس میں رپورٹ درج کروا دی اور یہ تباہ کار جوڑا پکڑا گیا۔ ایسے ہی ان گنت واقعات ملک بھر سے رپورٹ ہو رہے ہیں۔

پاکستان سافٹ امیج بنا تا 18 سالوں میں درندگیوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ موبائل، نیٹ، سوشل میڈیا، اختلاط، آزادی، بے راہ روی، فحاشی، عریانی کے فراواں مواقع کی فراہمی، منشیات کا فروغ۔ پیسے کی خدائی پروان چڑھا کر اخلاق روندڈالے۔ عورت کو بااختیار بنانے کے نتائج میں حال ہی میں 8 افراد اپنی بیویوں کے ہاتھوں، براہ راست یا ان کے ایماء پر قتل ہوئے ہیں۔ یوں ہم ترقی یافتہ ممالک میں سر اٹھا کر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے۔ اس سے زیادہ ویمن ''ایمپاورمنٹ'' کیا ہو سکتی ہے!

مزید سافٹ امیج دیکھنا چاہیں تو سندھ حکومت بلاول چیئرمین کے تحت کراچی کے 6 اضلاع کے سرکاری سکولوں میں سیکنڈری سطح کے طلبہ طالبات کو ''زندگی گزارنے کی مہارتوں'' پر مبنی تربیت فراہم کرنے چلی ہے۔ اس کے لیے سندھ کے ہر ضلع سے جنسی تعلیم کے لیے ماسٹر ٹرینیز (18,18 اساتذہ) کا انتخاب ہوا ہے۔ یہ ماسٹر ٹرینیز سندھ کے 49,124 ہائی سکول اساتذہ کو یہ تربیت منتقل کریں گے۔ زندگی گزارنے کی مزید مہارتوں کے بعد سافٹ امیج، سافٹ تر ہو جائے گا۔ خوبصورت اصطلاحوں کے پس پردہ، اخلاقی تباہی و بربادی کا سونامی تیار ہو رہا ہے۔ سید علی گیلانی کشمیر میں بھارت کی جانب سے نوجوان نسل کی بربادی کے ایسے ہی اہتماموں پر رو پیٹ رہے تھے کہ مودی نے ساری ہی بساط یک بارگی الٹ دی۔ فتنۂ دجال کے سرپرسینگ تو نہ ہوں گے! کوئی خصوصی بگل تو نہ بجیں گے۔ ہمی کان لپیٹے، آنکھیں موندے رہنا چاہتے ہیں۔ حقائق تو چیختے چلاتے سبھی کچھ بتا، جتا رہے ہیں!

چلیئے! زیادہ خون نہ جلایئے۔ جا کر کپڑے کے تھیلے، کاغذ کے لفافے فراہم کیجیے۔ گھر سے نکلتے ہوئے یقینی بنایئے کہ کسی بھی فرد کے ہاتھ میں خدانخواستہ کہیں پلاسٹک شاپر نہ ہو، ورنہ دھر لیے جائیں گے۔ حفظِ ماتقدم کے طور پر 5 ہزار روپے کا نوٹ موجود رہے، شاپر کا جرمانہ چکانے کو، ورنہ حوالات کا منہ نہ دیکھنا پڑ جائے۔ (خالی خزانہ بھرنے کے نئے منصوبے کے تحت) پچاس روپے کی سبزی خریدنے والے کو صرف نامراد شاپر کی وجہ سے 5 ہزار کا جرمانہ آ سکتا ہے۔ ہوشیار باش! ملک میں تو تبدیلی آچکی۔ اب وزیر برائے تبدیلی موسمیات پلاسٹک تھیلوں کے خلاف جنگی عزائم لیے نکلی ہیں۔ سوٹینڈے ٹماٹر جیبوں میں بھلے ڈال لیں، شاپرانہ جرم سرزد نہ ہو۔ پتہ نہیں، پلاسٹک سرجن کا کیا بنے گا؟ ان کا پلاسٹک بھی قابل دست اندازی، پولیس ہو گا یا نہیں؟ ایک پلاسٹک سرجن سے مریض نے بھاری بھرکم اخراجات دیکھ کر (قبل از تبدیلی موسمیات منصوبہ) پوچھا تھا: اگر میں پلاسٹک گھر سے لے آؤں؟ جواباً سرجن نے کہا تھا: پھر خود ہی لگا بھی لینا۔ نجانے وزیر بی بی زرتاج گل اس بارے اب کیا فرماتی ہیں! سو پاکستان کی ترجیح اول تو اس وقت یہی ہے۔ پلاسٹک بیگ صنعت ٹھپ کر کے پھر دیگر معاملات بشمول کشمیر کی باری آئے گی۔ صنعت ہائے فروغ بے حیائی کے سوا سبھی صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔

کارواں گم کردہ منزل، راستے پر پیچ و خم
راہبر وانِ خستہ پا کی رہنمائی جرم ہے!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(22 تا 28 اگست 2019ء)

جمعرات (22 اگست) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی' جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (23 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری امور نمٹانے کے علاوہ مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت و معاونت سے پریس ریلیز مرتب کیا۔ سہ پہر 3 بجے قرآن اکیڈمی میں امیر محترم کی زیر صدارت ایک مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب ڈاکٹر عبدالسمیع' جناب اعجاز لطیف' جناب خورشید انجم اور جناب ایوب بیگ مرزا نے شرکت کی۔ اجلاس سے قبل ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ اسی شام بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی' فیصل آباد کے ناظم تعلیمات جناب انجینئر فیضان حسن مع چار طلبہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ مہمانوں نے امیر محترم سے بحیثیت نگران انجمن خدام القرآن' فیصل آباد مستقبل کے تعلیمی منصوبوں اور نصاب کے حوالے سے رہنمائی حاصل کی۔

ہفتہ (24 اگست) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ دوپہر 12 بجے اسی مقام پر دین حق ٹرسٹ کے بورڈ آف گورنرز کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نمازِ عصر حسبِ پروگرام ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس مشاورت کے اجلاس کا آغاز ہوا' جو نمازِ عشاء تک جاری رہا۔ اتوار (25 اگست) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس مشاورت کی دوسری نشست منعقد ہوئی' جو رات نمازِ عشاء تک جاری رہی۔ سوموار (26 اگست) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں توسیعی مجلس عاملہ کی دوسری نشست میں شرکت کی' جو ظہر تک جاری رہی۔

منگل (27 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ اسی شام طے شدہ پروگرام کے مطابق' بعد نمازِ مغرب ''ادارہ اصلاح و تبلیغ'' میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم ٹاؤن شپ کے رفقاء کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ حسبِ معمول' مقامی امیر نے جائزہ رپورٹ پیش کی اور نقباء کا تعارف کرایا۔ پھر نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعدازاں' سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ آخر میں امیر محترم نے تذکیری نوعیت کا مختصر خطاب فرمایا۔ اس تمام کارروائی کے دوران نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) بھی موجود رہے۔ رفقاء کے ساتھ اجتماعی کھانے کے بعد اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ بدھ (28 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں اہم دفتری امور نمٹائے۔ بعد نمازِ عصر تا عشاء طے شدہ شیڈول کے مطابق ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں جاری ملتزم تربیتی کورس میں ''نظم بالا کا مامورین سے تعلق'' اور ''مامورین کا نظم بالا سے تعلق'' کے موضوع پر لیکچر دیے۔ بعدازاں' شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا۔ (مرتب: محمد خلیق)

دعوتِ دین: ایک جہدِ مسلسل

راحیل گوہر
raheelgoher5@gmail.com

انسانی معاشرے میں خیر وشر کی کشاکش روزِ ازل سے ہے اور اس دنیا کے خاتمہ تک جاری رہے گی۔ خیر و بھلائی کے جذبات رکھنے والے افراد بھی اسی دنیا میں بستے ہیں اور شر اور برائی کو پھیلانے والے بھی اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ بظاہر حق مغلوب نظر آتا ہے اور باطل غالب! لیکن آخر کار فتح حق کی ہی ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔ (بنی اسرائیل:81)

اگر اجتماعی سطح پر خیر کے جذبات رکھنے والے اپنی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں تو اللہ کے وعدے کے مطابق خیر کا غلبہ رہے گا، اور اسلام غالب رہے گا۔ اور اگر یہی لوگ اپنی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کر کے محض اپنی دنیا سنوارنے میں مست ہو جائیں گے، اپنی ذات کی اصلاح کی فکر میں سرگرداں رہیں گے تو اسلام مغلوب ہو جائے گا۔ آج امت مسلمہ کے طرزِ زندگی میں یہی رنگ غالب آ چکا ہے۔ یہ فطرت کا قانون ہے کہ اگر کوئی معاشرہ بحیثیت مجموعی غلط اصولوں، توازن و اعتدال سے عاری اور غیر منصفانہ بنیادوں پر قائم ہے تو کوئی فرد محض اپنی ذاتی کوششوں سے فلاح نہیں پا سکتا، اس لیے اشخاص کی کامیابی اور فوز و فلاح کا دارومدار معاشرے کے صالح اصولوں کی پاسداری اور احترامِ آدمیت پر منحصر ہے۔

اسلام ایک مکمل دستورِ حیات ہے اور اس کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ اس لیے اس کی تعلیمات پر خود عمل کرنا اور بندگانِ خدا کو اس کی دعوت دینا، تمام نیکیوں اور خیر کے کاموں کی کفایت کرنے کا مترادف ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام بلاشبہ امن و سلامتی، رواداری، بھائی چارے کا دین ہے، تو سارے انسانی رویے، انسانی خدمت اور فلاحی کام دین کا ہی حصہ بن جاتے ہیں۔ گویا معاملہ انفرادی سطح کا ہو یا اجتماعی اعتبار سے پوری انسانیت کا، ان سب کا ایک ہی حل ہے، اور وہ ہے..... فکرِ اسلامی کی عملی جدوجہد!

چنانچہ تمام احسن و اعلیٰ اور قابلِ تحسین اعمال کا صدور اسی وقت ممکن ہے جب انسان خود بھی دین کے تقاضوں پر عمل کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتا رہے اور یہ کام محض ایک مشغلہ یا وقت گزاری کے طور پر نہیں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان اپنا دینی فریضہ سمجھ کر کرے۔ ارشادِ ربانی ہے:

(ترجمہ) '' (مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جنھیں لوگوں کی (اصلاح وہدایت) کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم لوگوں کو بھلے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔'' (آلِ عمران 110)

اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ جب ہر مسلمان اپنے آپ کو دین اسلام کا داعی سمجھے اور جو اللہ نے اسے مقام و مرتبہ عطا کیا ہے اس کی فضیلت اور اہمیت کا احساس رکھے۔ اور اس فرض کی ادائی میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔

سورۃ التوبہ کی آیت 71 میں ارشاد پاک ہے:

(ترجمہ) '' مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں جو بھلے کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔''

نیکی کے کاموں کی تلقین اور برے کاموں سے روکنے سے غفلت پر رسول اکرم ﷺ نے سخت سرزنش فرمائی ہے۔

آپ ؐ نے فرمایا: '' (اے اہلِ ایمان!) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم پر لازم ہے اور تم کو تاکید ہے کہ امر بالمعروف اور عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو، یا پھر ایسا ہوگا کہ (اس معاملے میں کوتاہی کی وجہ سے) اللہ تم پر اپنا عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم اس سے دعائیں کرو گے اور تمھاری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔'' (جامع ترمذی)

ایک اور موقع پر رسول کریم ﷺ نے اس فریضہ کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: '' جس بندے نے کسی نیکی کے راستے کی طرف (لوگوں کو) دعوت دی تو اس داعی کو ان سب لوگوں کے اجر کے مطابق اجر ملے گا جو اس کی بات مان کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے اور عمل کریں گے۔ اور اس کی وجہ سے ان کے عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ (اور اسی طرح) جس نے (لوگوں کو) کسی گمراہی (اور بدعملی) کی دعوت دی تو اس داعی کو ان سب لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جو اس کی دعوت پر اس گمراہی اور بدعملی کے مرتکب ہوں گے اور اس کی ان لوگوں کے گناہوں میں (اور ان کے عذاب میں) کوئی کمی نہ ہوگی۔'' (صحیح مسلم)

جو لوگ اجتماعی سطح پر ایک تنظیم بنا کر رسول اکرم ﷺ کے لائے دین کی دعوت کا کام کر رہے ہیں، ان پر یہ ذمہ داری کا بوجھ مزید بڑھ جاتا ہے کہ وہ فکرِ اسلامی کی دعوت نشر و اشاعت کرنے میں کسی پہلو سے بھی کوتاہی نہ کریں۔ اپنے خاندان میں، دوست واحباب میں، اور کاروبارِ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی اس فکری دعوت کو پہنچانے کا خصوصی اہتمام کریں۔ اسلام کی تعلیمات کو عام کرنا اور اس کے لیے قرآن حکیم کو اپنی دعوت وتبلیغ کا مرکز و محور بنانا ناگزیر ہے۔ اس کے علاوہ تقریر، تحریر، ذاتی رابطے، سفر و حضر میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرنا سب کچھ شامل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا، اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔'' (سورہ محمد:7)

اللہ کی مدد کرنا، اللہ کے دین کو اس دنیا میں عملی طور پر نافذ و غالب کرنا ہے۔ اور یہی وہ فریضہ ہے جس کے ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ نے خود اس بندے کی مدد اور اس کو ہمت و استقامت عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ گویا انتہائی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی جان و مال اپنے اوقات اس فکرِ اسلامی کی عملی تشکیل کے لیے صرف کرتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی اور اس کی نصرت کے حق دار بنتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ خوش وخرم رکھے اس شخص کو جس نے مجھ سے کوئی بات

سنی اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔'' (ابن ماجہ)

ایمان کا رشتہ فکر و عمل سے منقطع ہو جائے تو وہ محض ایک بے جان نظریہ بن کر مردہ و جامد ہو جاتا ہے۔

دعوت کا عمل ایک جہد مسلسل ہے، کسی قسم کے احساسِ کمتری، بددلی اور مدعو کی طرف سے سرد مہری کا مظاہرہ ہونے، اس کی بے رخی اور بے اعتنائی سے دل برداشتہ ہو جانا یا جی چھوڑ بیٹھنا، اپنی کوششوں اور بھاگ دوڑ کو سعی لاحاصل سمجھ لینا دعوت و تبلیغ کے اصل فلسفہ سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی راہ میں طاغوتی قوتیں ہر محاذ پر اپنی ذریت کے ساتھ صفیں باندھیں کھڑی ہیں، اور یہ طاغوت فکری، عملی اور مالی اعتبار سے حق و صداقت کے علمبرداروں سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں۔ اور امت مسلمہ خرافات میں کھو چکی ہے۔ حالات کی سنگینی اس امر کی متقاضی ہے کہ ہر فرد اپنے دائرہ اختیار میں رہ کر داعی حق بن کر کھڑا ہو جائے۔ آج سے تقریباً پندرہ سو برس پہلے یہ ذمہ داری اس امت مسلمہ کے کندھوں پر ڈالی گئی تھی، مگر اس امت نے اللہ کی طرف سے دیے ہوئے اتنے بڑے اعزاز کی نہ کوئی قدر کی اور نہ اللہ کے دین کو دنیا میں بالفعل قائم کرنے کے لیے کوئی قابل ذکر کوشش کی۔ اس لیے ہم اللہ سے بے وفائی کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ اسی کا یہ وبال ہے کہ نہ ہمارے قول و فعل میں کوئی مطابقت رہی ہے، نہ صداقت و حق گوئی کی ہماری زبان عادی ہے، ہم انفرادی سطح سے اجتماعی سطح تک خیانت و بددیانتی کے عادی ہو چکے ہیں، ہمارے مابین بھائی چارے کا جذبہ بھی مفقود ہے، اور ہم بحیثیت امت انسانی بنیادی اوصاف سے بھی تہی دامن ہو چکے ہیں۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ اسرہ تونسہ شریف کے سینئر رفیق جناب رضا محمد گجر کا موٹر سائیکل پر روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0333-6461909

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

دعوت فکر

فریضۂ تبلیغ اور مخلوق سے اجر؟

مولانا محمد صادق

نبی کریم ﷺ کی سیرت مقدسہ کا نہایت اہم ...... نمایاں اور اعظم ترین ...... پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے عوض ...... مخلوق سے کوئی معاوضہ ...... بدلہ ...... مفاد نہیں مانگا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ مقدس جماعت ہے جن کا بے غرضانہ ...... مخلصانہ اور خیر خواہانہ ...... نعرہ ہی یہ رہا کہ میں اس فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی پر ...... تم لوگوں سے کوئی اجر نہیں چاہتا

اعلان نبوت کے بعد

جبکہ لوگ ابھی اس اعلان سے مانوس نہیں ہوئے تھے قوم نے باہمی مشوروں کے بعد متفقہ طور پر کچھ پیشکشیں کیں جو بالترتیب یہ ہیں ......

☆ ہم آپ کو اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں ......

☆ آپ اپنے اعلان سے دستبردار ہو جائیں آپ نے اس پیشکش کو قبول نہیں فرمایا ......

☆ ہم علاقے کی خوبصورت ترین دو شیزاؤں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں ...... آپ اپنی اس تبلیغ سے علیحدگی اختیار فرما لیں

☆ ہم اپنے اپنے خزانوں کے ڈھیر ...... آپ کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں ...... آپ اپنی اس دعوت کو بند کر دیں ...... آپ نے اس نذرانے کو ٹھکرا دیا۔

ان پیشکشوں میں جاہی و جاہتی ...... اور مالی و مادیت جمع ہے ...... کسی بھی دنیوی لیڈر کے لیے ...... قوم کو بھنبھوڑنے ...... نوچنے ...... لوٹ لینے ...... نچوڑ لینے کا اس سے سنہرا موقع ہاتھ نہیں آ سکتا ......

لیڈروں کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ لیڈروں کی اکثریت اس مقام پر بہکی ہے ...... ڈگمگائی ہے ...... پھسلی ہے ...... بکی ہے اور اپنا حصہ وصول کر کے اپنے اعلان کردہ مقاصد سے دور جا پڑی ہے ...... لیکن قربان جایئے ...... نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے پائے استقامت پر ...... فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دو ...... یوں دن اور رات کا چلتا ہوا ...... یہ نظام میری دسترس میں دے دیا جائے ...... تو بھی میں اس کو قبول نہ کروں گا ...... کیوں کہ اس دعوت کا مقصود مخلوق سے کچھ لینا نہیں ...... بلکہ مخلوقات کو بہت کچھ دینا ہے ...... (گویا کہ اسلامی مذہبی دینی تحریکیں مادیت کی محتاج نہیں ہیں ...... بقدر ضرورت ...... بحیثیت اسباب مادیت کا انکار نہیں ہے ...... البتہ جو لوگ مادیت کو لازمی ضرورت کا ذہن رکھتے ہیں ...... ان کے لیے دعوت فکر ہے)

جب قوم اس دعوت سے مانوس ہوگئی ...... آپ ﷺ کی محبت کا ہار ...... اپنے گلوں میں ڈال لیا ...... آپ ﷺ کی غلامی کی بیڑیاں ...... اپنے پیروں میں پہن لیں ...... آپ ﷺ سے وفاداریاں نبھانے کی ...... بیعت کر لی تب بھی آپ ﷺ نے اپنی ذاتی راحت تو دور کی بات ہے ...... اپنے ذاتی ...... لازمی ...... ضروری ...... ناگزیر اخراجات کے لیے ...... اپنے جاں نثار ساتھیوں سے کوئی معاوضہ نہ چاہا ...... نہ کوئی تنخواہ مقرر کروائی ...... بلاشبہ چندے کا حکم دیا ...... مال خرچ کرنے کی ترغیب بھی دی ...... مال خرچ نہ کرنے پر وعید بھی سنائی ...... لیکن یہ سب کا سب اپنی ذات کے لیے نہیں ...... بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے تھا ...... اپنی ذات کا تو یہ حال تھا کہ ...... ساتھیوں کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے ایک پتھر بندھا ہوا تھا ...... تو آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے ...... دو دو ماہ گھر میں چولہا نہ جلتا تھا ...... کھجور اور پانی پر گزر بسر تھی ...... دُنیا سے پردہ فرما جانے کے وقت زرہ رہن رکھوا کر قرضہ حاصل کیا ہوا تھا ...... صدقہ کہیں سے آتا تو مستحقین میں تقسیم فرما دیا کرتے۔

ہدایا آتے تو اس میں اصحاب صفہ کو شریک فرمایا کرتے ...... اپنی ذات سے اُمت کو ہر وہ فائدے پہنچاتے ...... جس کی اُمت مستحق تھی ...... اپنی ذات اور گھر والوں کو اُمت کی طرف سے پہنچنے والی ...... مالی، مادی فوائد سے ضرورت کے باوجود دور رکھا۔

آج ہم وارثان انبیاء کہلوانے والے ......

اس مبارک زندگی سے کتنے دور جا پڑے ہیں ......

کیا ہمارا علم خود ہمیں عمل کی صدا دیتا ہے؟ ......

کیا ہمارا ضمیر ہمیں ہماری اس ذہنیت پر کچوکے لگاتا ہے؟

کہ اس فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی پر ہمارا رب ہمیں بہت کچھ دینے کا تاکیدی وعدہ فرما رہا ہے ......

اور ہم بضد ہیں کہ مخلوق کو نوچیں گے ...... نچوڑیں گے ...... لوٹیں گے ...... بھنبھوڑیں گے ......

ہمیں سیرت طیبہ کے اس پہلو کو ...... مدنظر رکھتے ہوئے پورے حوصلے کے ساتھ ...... اس نقش قدم پر چلنا ہوگا کہ ...... خالق سے لیں گے اور مخلوق کو بانٹیں گے۔

❁❁❁❁

یہ عذاب یہ مصائب!

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ

آج کا مسلمان بڑا دکھی ہے، بڑا پریشان ہے، ہر طرف مصیبتیں ہیں، ہر جانب عذاب ہے، فرقہ واریت کا عذاب ہے، قتل و غارتگری کا عذاب ہے، مہنگائی کا عذاب ہے، بیماریوں کا عذاب ہے، غیر ملکی تسلط کا عذاب ہے، آئی ایم ایف کے قرضوں کا عذاب ہے، ورلڈ بینک کے ادھار کا عذاب ہے، امریکہ کا عذاب ہے، روس کا عذاب ہے میں کس کس عذاب اور کس کس مصیبت کا ذکر کروں عذاب ہی عذاب ہیں مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں۔

آخر یہ عذاب اور مصیبتیں کیوں ہیں، ان کے نزول کی وجہ کیا ہے؟ ہوسکتا ہے میری اور آپ کی عقل اس وجہ کی تلاش میں غلطی کر جائے۔ آیئے! ہم دنیا کے سب سے بڑے حکیم اور سب سے بڑے انسان کے دربار میں چلتے ہیں۔

آیئے! ہم سرکار مدینہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہمارے آقا وہ مسلمان جو جسد واحد کی طرح تھا آج منتشر کیوں ہوگیا۔

وہ مسلمان جس کا سارے عالم پر غلبہ تھا آج سارا عالم اس پر غالب کیسے آگیا۔

وہ مسلمان جو ان عذابوں سے مامون اور محفوظ تھا آج ان عذابوں سے کیسے دوچار ہوگیا۔ میں جب کائنات کے آقا سے سوال کرتا ہوں تو آقا ﷺ کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے یہ مبارک کلمات میرے پردۂ ساعت سے ٹکرانے لگتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

’’جب بیت المال کا مال ذاتی بن جائے گا، امانت کو مال غنیمت سمجھا جانے لگے گا، زکوٰۃ تاوان ہو کر رہ جائے گی، علم کو دین کے بجائے دنیاوی اغراض کے لیے سیکھا جائے گا، بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرنی کی جائے گی، یاروں سے قریب اور باپ سے دوری ہوگی، فاسق لوگ سردار بن جائیں گے، برائی کے ڈر سے آدمی کی عزت کی جائے گی، گانے اور باجے کا استعمال کھلم کھلا ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، ریشمی لباس کا استعمال ہونے لگے گا، امت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہا جائے گا، تو لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ میں دھنس جانے، صورت مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کریں۔‘‘

آقائے کائنات نے عذابوں اور پریشانیوں کی جو وجوہات بیان فرمائی تھیں آپ سچ بتایئے کہ ان میں سے کون سی وجہ ہے جو ہماری سوسائٹی میں نہیں پائی جاتی حکمرانوں کو دیکھیں تو انہوں نے قومی خزانے کو ذاتی جاگیر بنا رکھا ہے وہ جیسے چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں محروم کر دیتے ہیں، اپنے چمچوں کڑچھوں کو لاکھوں کا پلاٹ کوڑیوں کے بھاؤ دے دیتے ہیں گویوں اور فنکاروں کو لاکھوں روپے بطورِ انعام دے دیتے ہیں۔

سرمایہ داروں کو دیکھیں تو وہ زکوٰۃ دینے کے لیے آمادہ نہیں۔

علماءِ سوء کو دیکھیں تو انہوں نے علم دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

اولاد کو دیکھیں تو وہ والدین کے لیے دردِ سر بنی ہوئی ہے، کتنے ہی والدین ہیں جو اپنی اولاد کی کرتوتوں کی وجہ سے بڑے دکھ سے کہہ دیتے ہیں اے کاش! بیٹا تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ لیڈروں کو دیکھیں تو انتہائی کرپٹ، رشوت خور، ظالم، خود غرض اور لٹیرے اور ڈاکو بنے ہوئے ہیں۔

بدمعاشوں اور غنڈوں کی عزت ان کے شر سے بچنے کے لیے کی جاتی ہے۔

ہر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آ رہی ہیں، فحش فلمیں ہر جگہ چل رہی ہیں، فحاشی عام ہے، حیا کا جنازہ اُٹھ گیا ہے۔ شراب نوشی اور ہر قسم کا نشہ عام ہے۔

کئی ناسمجھ قلمکار اور خطیب صحابہ اور دیگر صلحا پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ جب یہ ساری وجوہات پائی جا چکی ہیں تو اب عذاب بھی نازل ہوگا، مصیبتیں بھی آئیں گی، پریشانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان عذابوں سے نجات ملے، مہنگائی سے نجات ملے، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے نجات ملے، امریکہ، برطانیہ اور فرانس وغیرہ کے تسلط سے نجات ملے تو ہمیں ان وجوہات کو ختم کرنا ہوگا جو ان عذابوں کی آمد کا سبب بن رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بقیہ: منبر و محراب

کے دل میں ایمان باللہ پیدا بھی ہوگیا، ایمان بالآخرت بھی پیدا ہوگیا لیکن یہ سب ظن کے درجے میں رہے گا۔ جب تک کہ انسان رسالت پر ایمان نہیں لائے گا۔ اس وقت تک حقیقی اور مقبول ایمان پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسی بات کو سورۃ الحجرات میں واضح کیا گیا:

’’یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو، بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہو گئے ہیں، اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔‘‘ (آیت 14)

یعنی حقیقی ایمان اس وقت تک دل میں پیدا نہیں ہوسکتا جب تک تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی اختیار نہیں کرو گے اور جب ایسا ایمان دل میں پیدا ہوگا تو پھر تم گھر میں نہیں بیٹھے رہو گے بلکہ پھر تم اللہ کے دین کے غلبے کے لیے نکل پڑو گے اور وہی حقیقی ایمان کی نشانی ہو گی۔ جیسے آگے فرمایا:

’’مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر، پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ وہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔‘‘ (آیت 15)

اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مسلمان بنائے اور پھر ہمارے دلوں میں ایمان کی حرارت کو بڑھاتا چلا جائے تاکہ ہم اللہ کے وفادار بن کر اللہ کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اللہ کی زمین پر قائم کرنے کے لیے اپنا تن من دھن لگائیں۔ آمین!

حلقہ ملاکنڈ دیر شہر کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

مقامی تنظیم دیر شہر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام بصورت شب بیداری جامع مسجد ابوبکرؓ میں منعقد ہوا۔ نائب ناظم حلقہ ملاکنڈ جناب ممتاز بخت اور ناظم دعوت جناب نبی محسن نے خصوصی دعوت پر تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر جناب نبی محسن کے خطاب بعنوان ''فرائض دینی کا جامع تصور'' سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بندے پر تین فرائض عائد ہوتے ہیں۔

خود اللہ کا بندہ بننا، جس کے لیے قرآن میں کئی اصلاحات کا ذکر ہے۔ جیسے پہلا فریضہ: اسلام، اطاعت، تقویٰ، عبادات۔

دوسرا فریضہ: اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دوسروں کو دعوت دینا، اس کے لیے بھی قرآن میں کئی اصلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ یعنی دعوت الی اللہ، تبلیغ، امر بالمعروف، شہادت علی الناس۔

تیسرا فریضہ: دین کو قائم کرنا، بالفعل نافذ کرنا۔ اس فریضہ کی مزید چار اصطلاحات تکبیر رب، اقامت دین، اعلائے کلمۃ اللہ: اس پروگرام میں رفقاء کے علاوہ 25 افراد نے شرکت کی۔

پروگرام کے دوسرے حصہ کا آغاز بعد نماز مغرب جناب ممتاز بخت کے خطاب ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر مفصل خطاب سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں کئی انقلابات برپا ہو چکے ہیں مگر ان سب میں مکمل انقلاب حضورﷺ نے بہ نفس نفیس برپا کیا۔ جس میں عقائد، عبادات، رسومات کے علاوہ معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام مکمل طور پر تبدیل ہوا آج ہمیں اُسی طرح زیر انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے۔ اس پروگرام میں بھی تقریباً 35 افراد شریک رہے۔ اس کے بعد راقم کے گھر پر عشائیہ کا اہتمام ہوا۔ عشائیہ سے فارغ ہو کر بعد از نماز عشاء جناب نبی محسن نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے دعوتی مہم کے حوالے سے رفقاء کو ہدایات دیں۔ انہوں نے کہا یہ دعوتی مہم یکم اگست سے شروع ہو کر 31 اکتوبر کو ختم ہوگی۔ اس مہم میں تمام رفقاء بھرپور طریقے سے اپنا کردار ادا کرے۔ پروگرام رات کے 11 بجے تک جاری رہا۔ دوسرے دن کا آغاز بعد از نماز فجر درس قرآن سے ہوا۔ مدرس کے فرائض نبی محسن نے ادا کیے۔ اس میں بھی 15 افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو ہمارے لیے توشہ آخرت بنادے۔ آمین! (مرتب: سعید اللہ خان)

توسیع دعوت پروگرام سلانوالی حلقہ سرگودہا

یہ پروگرام 2 اگست 2019ء کو بعد نماز جمعہ سلانوالی میں منعقد ہوا۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد نمازیوں میں دعوت فکر اسلامی مہم کے حوالے سے ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد امیر حلقہ سرگودھا نے اسی مسجد کے خطیب قاری عبدالستار سے خصوصی ملاقات کی جس میں خطیب صاحب کو تنظیم کی فکر سے آگاہ کیا گیا اور دعوت فکر اسلامی مہم کا تعارف بیان کیا۔ امیر حلقہ نے قاری صاحب کو دعوتی مہم کے حوالے سے دعوتی نصاب کی کتب بھی ہدیہ کیں۔ اس کے بعد منفرد رفیق محسن ریاض کے کزن طاہر سلیم اللہ نے امیر حلقہ سے ملاقات کی اور دعوتی ٹیم کو مدنی جامع مسجد بوہڑ چوک سلانوالی لے گئے جہاں نماز جمعہ 2 بجے ہونی تھی۔ نماز کے بعد وہاں بھی نمازیوں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ تنظیم کا فری لٹریچر بھی وہاں تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے خطیب مدنی جامع مسجد بوہڑ چوک حافظ محمد اسلم سے خصوصی ملاقات کی۔ انہوں نے خطیب صاحب کو تنظیم اسلامی اور اس کی فکر کا تعارف کروایا۔ خطیب صاحب نے فرمایا کہ وہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بڑے فین ہیں اور ان کے خطابات وہ اکثر سنتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحبؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد کے بغیر ہماری دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ امیر حلقہ نے موصوف کو دعوتی نصاب کی کچھ کتب ہدیہ کیں۔ ملاقات کے اختتام پر سلانوالی میں ہمارے میزبان طاہر سلیم اللہ ہمیں اپنی رہائش گاہ لے گئے جہاں انہوں نے اپنے عزیز و اقارب کو دعوتی مہم کے حوالے سے مدعو کیا ہوا تھا۔ تواضع کے بعد امیر حلقہ نے مدعو کیے گئے مہمانوں کے سامنے سورۃ العصر کی روشنی میں حقیقی فوز و فلاح کے چار تقاضے بیان کیے۔ حاضرین نے گفتگو کو بڑی دلچسپی سے سماعت کیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ اور معتمد حلقہ منفرد رفقاء سے ملاقاتوں کے لیے چک نمبر 168/171 چک منگلہ تحصیل سلانوالی میں پہنچے، جہاں ملتزم رفیق حافظ محسن ریاض کے چچا محمد شفیع سے ملاقات ہوئی۔ وہاں نماز عصر ادا کی گئی اور نماز کے بعد نمازیوں میں ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد چک نمبر 127 جنوبی میں منفرد رفیق محمد رفیع صاحب سے ملاقات کی گئی اور ان کے ہمراہ نماز مغرب ادا کی گئی جس کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: محمود عالم)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ACCA، مطلقہ کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا صرف لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0331-7771618

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر قریشی فیملی کو اپنی 40 سالہ (طلاق یافتہ)، خوش شکل بیٹی (بغیر بچوں کے)، قد 5 فٹ 3 انچ تعلیم ایم اے اسلامیات، ایم اے اکنامکس، کے لیے دینی گھرانے کے 40 سے 50 سالہ برسر روزگار مرد کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-5308044

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی (جٹ برادری) کو اپنی بھانجی، عمر 24 سال تعلیم انوائرمنٹل انجینئرنگ (UET)، قد 5.4، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4388195

مفت حاصل کریں

16 صفحے کا پمفلٹ بعنوان

''تقویٰ اور رزق حلال''

فری حاصل کریں۔

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ، قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن، لاہور

Kashmir, war and diplomacy — India will concede

It has been termed as one of the worst blackouts with even one way communication such as TVs being blocked. India's action has drawn calumny from The Guardian, The Economist, Washington Post, New York Times and all other mainstream media outlets. Reporters from international media agencies have witnessed the sorry state of affairs and human rights abuse happening in Kashmir firsthand. A recently published report mentions horrors that the Kashmiris are being subjected to.

Rape, sodomy and waterboarding among other torture methods are common. For a country that often brandishes being the world's largest democracy such cold-hearted behavior is deplorable and full of irony leading to shame. People interviewed say that they cannot even go out to buy necessities like milk and bread! Ask Indian politicians who say that this action would help in the region's development—a risible proposition! Should there be a war between the countries? No. Will there be a war? Let's hope, not. But what is happening in Kashmir should be stopped very soon and for good. What is the best way to do that? The one Pakistan has already been treading upon, yes, diplomatic. At the diplomatic front China can prove to be a huge help. When it comes to the Kashmir issue, the region's significance for China gets commensurate attention as ours.

India and China are in a race to be the superpower in the Eastern Hemisphere. However, with these fascist tactics, mob-lynching, religious extremism and maddening chauvinism it is losing all the trappings of being one. India is also a U.S. ally one that borders China and could be used as a strategic weight against the latter. There are many geopolitical points that would concern China as well. But in many cases the Middle Kingdom has the upper hand.

An escalation, either in the form of heated rhetoric, or worst, a military buildup will not only be devastating for Pakistan and India but for regional stability. This is a nuclear flashpoint and the contiguity of the region manifests a huge demographic heft hence any war, military action, could lead to an unimaginable catastrophe

Let's start with the Brahmaputra River. It flows from Himalayas and later meets Ganges River and finally empties into the Bay of Bengal. It passes through Tibet (Autonomous region of China) and then to Arunachal Pradesh and Assam. The river originates from Chemayungdung Glacier located in southwest Tibet hence giving China control over it. The river is very important for irrigation and power generation in India. China can use its position of controlling the headwaters of this river to put some pressure on India if push comes to shove. Other venues are Siligiru Corridor, Doklam Plateau and CPEC. Each gives China a greater stake in the region and why the issue of Kashmir is of paramount importance and relevance to the country.

India's action was buffoonish if viewed from a strategic prism. Repealing laws of a disputed

and controversial region wasn't going to get support from anyone and if Indians thought it would go unnoticed then they were being delusional. The ineptness of the policy is blatant when we hear Indian politicians making utterly irrelevant claims of Kashmir being a destination for shooting movies or when they refer to its development. They lost the case the moment they annulled the articles 370 and 35 A. How can human rights abuse, total communication blackouts and a curfew be a recipe for development?

It is not wrong to hope that India will cede the occupied territory but taking a rather pragmatic stance what we can be more hopeful about is that it will give back the autonomy to the people of Kashmir. There are no grounds on which India can defend, justify or explain her treatment of Kashmiris. If pressure continues to mount, through United Nations Security Council and from China, U.S. and Russia with which India has considerable amount of trade, and lastly if India behaves logically then they will, and they should take back their decision.

An escalation, either in the form of heated rhetoric, or worst, a military buildup will not only be devastating for Pakistan and India but for regional stability. This is a nuclear flashpoint and the contiguity of the region manifests a huge demographic heft hence any war, military action, could lead to an unimaginable catastrophe.

Pakistan should continue tapping international media and diplomatic corridors making a strong case for Kashmir. India would only be hurting herself through such actions. The world, I hope, is not too blind to overlook the humanitarian crisis unfolding in Kashmir.

Source: *An article by Osama Rizvi published in The Daily Times on 18 August 2019.*

Note: *The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all infomation provided, analysis made and conclusions drawn in the article.*

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون **دعائے مغفرت**

☆ مقامی تنظیم پشاور شہر کے ملتزم رفیق محترم خالد جمیل کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0321-9023865

☆ تنظیم اسلامی مردان کے معتمد محترم سراج اللہ اور رفیق محترم رضوان اللہ کی چچی وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0333-9945031

☆ حلقہ فیصل آباد کے ناظم دعوت محمد فاروق نذیر کے چچازاد بھائی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0300-7997861

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)۔قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَاباً یَّسِیْرًا

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیمِ اسلامی کا پیغام نظامِ خلافت کا قیام

بانئ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

ہماری تنظیم: بیعت کی مسنون بنیاد پر قائم ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.34

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore